رجسٹرڈ ایل ۲۰

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۵	دارالامان قادیان ، ۱ر مارچ سنہ ۱۹۰۱ء	نمبر ۱

کلمات طیبات امام الزمان

سلطان القلم

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۹ جلد ۵

روح کی لذت اس وقت ملتی ہے جب انسان گداز ہو کر پانی کی طرح بہنا شروع ہوتا ہے اور خوف و خشیت سے یہ نکلتا ہے۔ اس مقام پر وہ **کلمہ** بنتا ہے اور **اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ** کا مفہوم اس میں کام کرنے لگتا ہے لوگوں نے **کلمۃ اللہ** کے لفظ پر جو **مسیح** کی نسبت آیا ہے سخت غلطی کھائی ہے اور مسیح کی کوئی خصوصیت سمجھی ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے ہر انسان جب نفسانی ظلمتوں اور گندگیوں اور تیرگیوں سے نکل آتا ہے اس وقت وہ کلمۃ اللہ ہوتا ہے یاد رکھو ہر انسان کلمۃ اللہ ہے کیونکہ اس کے اندر **روح** ہے جس کا نام قرآن شریف میں **امر ربی** رکھا گیا ہے۔ لیکن انسان نادانی اور ناواقفی سے روح کی کچھ قدر نہ کرنے کے باعث اس کو انواع و اقسام کی سلاسل اور زنجیروں میں مقید کر دیتا ہے اور اس کی روشنی اور صفائی کو خطرناک تاریکیوں اور سیاہ کاریوں کی وجہ سے اندھا اور سیاہ کر دیتا ہے اور اسے ایسا دھندلا بناتا ہے کہ پتہ بھی نہیں لگتا لیکن جب توبہ کر کے اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور اپنی ناپاک اور تاریک زندگی کی چادر اتار دیتا ہے۔ تو قلب منور ہونے لگتا ہے اور پھر اس سیدھی طرف رجوع شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ تقویٰ کے انتہائی درجہ پر پہونچ کر سارا میل کچیل اتر کر پھر وہ کلمۃ اللہ ہی رہ جاتا ہے۔ یہ ایک باریک علم اور معرفت کا نکتہ ہے ہر شخص ابھی وہاں تک نہیں پہونچ سکتا۔

انسان کا کمال یہ ہے کہ اس میں حقیقی معرفت اور سچی فراست جو ایمانی فراست کہلاتی ہے جس کے ساتھ **اللہ** کا ایک **نور** ہوتا ہے جو اس کی ہر راہ میں رہنمائی کرتا ہے) پیدا ہو۔ بدوں اس کے انسان دھوکے سے نہیں بچ سکتا۔ اور رسم و عادت کے طور پر کبھی کبھی نہیں بلکہ بسا اوقات سم قاتل پر بھی خوش ہو جاتا ہے۔ پنجاب و ہندوستان کے **سجادہ نشین** اور گدیوں کے **پیرزادے** قوالوں کے گانے سے اور **ھو** حق کے نعرے مارنے اور الٹے سیدھے لٹکنے ہی میں اپنی معرفت اور کمال کا انتہا جانتے ہیں۔ اور ناواقف پیر پرست ان باتوں کو دیکھ کر اپنی روح کی تسلی اور اطمینان ان لوگوں کے پاس تلاش کرتے ہیں مگر غور سے دیکھو کہ یہ لوگ اگر فریب نہیں دیتے تو اس میں شک نہیں ہے کہ فریب خوردہ ضرور ہیں کیونکہ وہ سچا رشتہ جو عبودیت اور الوہیت کے درمیان ہے جس کے حقیقی پیوند سے ایک نور اور روشنی نکلتی ہے اور ایسی لذت پیدا ہوتی ہے کہ دوسری کوئی لذت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اسکو ان قلابازیوں سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ ہم نہایت نیک نیتی کے ساتھ اور اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ ہماری نیت کیسی ہے پوچھتے ہیں کہ اگر اس قسم کے مشغلے عبادت الہٰی اور معرفت الہٰی کا موجب ہو سکتے ہیں اور انسانی روح کے کمال کا باعث بن سکتے ہیں تو پھر بازیگروں کو معرفت کی معراج پر پہونچا ہوا سمجھنا چاہیے اور انگریزوں نے جو ان کھیلوں اور کرتبوں میں اور بھی حیرت انگیز

گر در تم برصدق دین حق براہین متین
گرد برا قوام عالم حجت حق را تمام

آریا مایہ کمال دین حق انکار بود
در مصاف امتحان زد گام پنڈت لیکھرام

خرمۂ مرگ خود حق بشنید و شد در انتظار
بر مراد خود رسانید حق دعا ہای امام

انبیا کین ماندگان بیچارہ را وا از جان حق
گر نہال بیہ امید شد ہم سی ہست خام

منکران کور دل گر این نشان را بنگرند
سر بسجدہ ملک حق سایند با صد انسجام

ذالک یوم این معرکہ در بیہ و قرآن کریم
بر سر برکات روحانی کہ سیارہ کدام

شکر حق تو باد کہ برکات قرآن بر شگفت
بیدرا انداخت برتن از دبار انہزام

حفظ حق کردہ حمایت حرمت اسلام را
اندرین آوان کہ با عشق ماقرآن محکم نشستہ بام

لاکن افسوس ست بر احوال ملایان کور
کین نشان ایزدی را ساز نغمہ دارند نام

از سیر کینہ دو رنگ دو طے پیشگوئی ننگرند
فارغ انداز باز پرس عرصہ روز قیام

پیشگوئیہا کہ بر طبق بیان واقع شود
شاہد ناطق بود بر صدق گوئیندہ مدام

لاکن این کوران دل را نیست روئی التفات
حس حق بینی شدہ مفقود از ایشان بالتمام

مردن مرزا احمد بیگ را نارند یاد
ہم زیاد شان برفت انجام عبد اللہ آتھم

از قرار جلسہ لاہور ہم نور و کرانہ
کامگران خندہ فیلسوفان ز فرقان ہوش رام

افترا ہی ہنرگی را از آن ہا برین ننگرند
کاندران خود مٹی کرد اعتراف اہتمام

آن کتاب نور حق ہم نزد ایشان ناز شست
کان کرشنا نان مدگوی را بگردان نرد حسام

در ولایت خانزدہ صد اشتہار از دہ دین
جلد ساز شتہاست نزد این حسودان لئام

حیف از بار کتاب چندین مسکین خران
بر سر برد و خدا بگشت شمشیر از نیام

حجۃ الاسلام کشان عجیب اولیا
دست بالا میکنند اسلام را وز ہر مقام

چون زنان در حجرہ ہا بنشستہ طعنہ میزنند
کین ہمہ ازبہر طمع مال و زر وانہ ست و دام

سی ہزار از اہل حق کان ہر دو از عالی طلب
جلوہ و ریش انتظار زحمت زبان ایں کلام

گر نہ گردی پردۂ پندار چشم شان نہان
سوئی کار دین دو دیدہ ہے و سنی سوئے کلام

من نما چیز خواہی پیش ارباب کرم
التماسے می کنم گر بشنوند از لطف عام

کین نزاع خانہ سوز از مرحبا ہر سو بپاست
پہ کہ فرمانند این را از عنایت انتظام

یعنی باید منکران را گفت کای نا دلال
خلق را زین پیش بیسندید در رنج و عرام

در مساعد غیبت و غیظ و غضب معقول نیست
در مصاف امتحان با یکدگر بسپار بیہ گام

یا از این ماموریت حق خود را فزون ثابت کنید
یا ہاہی خامی و عینت بیار ہید کام

ہفت سال از صد پنجم از مجدد نام نے
پیشگوئی شد غلط شد در حیدوطان و طعام

زینجرمش گر مولوی صاحب بمیدان رو نہند
حبذا صد مرحبا زیباست فخر اعتنام

وار بحیلہ سازی در روباہ بازی دم زنند
زین سیہ گوشان بہ پرہیز ہائی ذو الاحترام

مخبر صادق بگایان دور آخرین
گفتہ بدتر از بہائمت برانند این ہیام

این خبر در حق ایشان بگیان ثابت شدہ
از قساوت قلبی و زور زبان بدلگام

از سر خوان الہی این فی الفطرتان
ہست مرحومہ را تا رفع شر نزدار انتقام

پیشگوئیہای پرعظمت ز شاہ کائنات
اندرین دوران لیبی شد جلوہ گر با احتشام

این خباثت پیشگان اخفائی آنہا می کنند
تا خلق کنی را بحمشند عزلی حسب این امام

آن کسوف و آن خسوف ماہ رمضان دیدہ اند
دیدہ و دانستہ کوششی می کنند در اکتتام

سوفسطا روز دیدہ حق بگیان آن عید بود
کان شب شق القمر اصحاب را بخشید جام

نعرۂ صل علی بر گنبد گردون رسید
در شنای عظمت احمد دمان شد ہم سام

یا محمد بر تو جان دو جہان باد فدا
برکمال تو ستودہ مرتبت را فخر تام

سیزدہ صد سال بردہ در رسالت خیر لبر
یک نام مکیمر ہوئیت تفاوت در کلام

آن مسیح است و آن مہدی موعود تو
آن کسوف و آن خسوف آن موعد ماہ صیام

آن بہشت و دوزخ و دجال احوچیز چیست
و آن غرش کاندہما چون ابر سیدارد خرام

انتشار حج و طاعون قحط و خسف الارض و بل
بر فلک گر دیدن مہر مشہور تیرہ فام

این ہمہ از آنچہ فرمودی بعینہ دیدہ ایم
در طفیل این امام پاکدامن مرد ہمام

شکر ایزد را کہ ما را داد توفیق شناخت
ورنہ مثل منکران ماندیم ہمرنگ عوام

منکران بے ہنر در انتظار مہدی اند
کان بود از جنگجوئی عاشق قتل عوام

حرب و ضربش آتشی بارد کہ بر روی زمین
جز مسلمان دیگرے را زندگی گردد حرام

لشکر اسلام قتل کافران چندان کنند
کز زمین سیلاب خون ریزد مثل بور سام

در بسیط الارض جز از کلمہ گو نرم کسے
نعرۂ اللہ اکبر خیزد از ہر کوئی و بام

ہر تسخیر ممالک تیغ تکبیرش بس ست
زین نکہ دشتہای روش بو ہند در انہدام

گوئیا طوفان نوح در عہد مہدی خفتہ است
باز گیرد خلق را و از خون کفتہ بش قوام

این خیالاتی ہست کاندر حلقہ ہائی وعظ و پند
ہم ملایان کنندش بازو ایدہ انضمام

کس نمی پرسد کہ مولانا ای گستاخی معاف
این کہ فرما ہیمہ اسلام ہست یا دیگر بنام

در کتاب اللہ لا اکراہ فی الدین آمدہ
وایں حدیث کشتن خلق از کجا و از کدام

گرپے اسلام قتل کافران جائز بود
جزیہ را ہر کدام افتاد کردند اعضام

وربا قرار زبان اسلام میگردد قبول
از چہ رو تصدیق دل گشت بادی التزام

مذہب اسلام نور فطرت انسانی ست
چیستش حاجت کہ از خون ترکنند سطح و سطام

خشک ملایان کہ این اوہام را شہرت دہند
در حقیقت دشمن دین اند بر طبع طعام

ای خدا این گمرہان را یا الہی ہرگز مبود نصیب
ورنہ در گیتی نماند تخم گنجشک و حمام

بعض را با حضرت عیسی چنان خوش اعتقاد
کان بجسم عنصری بر آسمان دارد قیام

از صلیب این خاک را بگذاشت بر افلاک رفت
تا ز شر سوزہ لشتان در امان ماند مدام

بر فضا آسمان سیر و سیاحت می کند
فارغ از اندیشہ ماکول و ملبوس و طعام

سالہا بگذشت و پیری را بحالش راہ نیست
ہم حیات او ندارد حاجت نان و ادام

باچنیں خوش زندگی یاد وطن از دل نرفت
عزم این دار المحادثہ ارد از دار السلام
در زمان آخری فوج ملائک در رکاب
منعطف سازد عنان را جانب بیت الحرام
بر سر دیوار بیت اند نشیند از ادب
وز مسلمانان بطلبد زینہ ہر اسلام
کافر دجال را بادست خود گردن زند
پاک سازد ملک را از لوث شرک ہم تمام
وہ واگر این چنیں بودی چہ خوش نظارہ بود
لیک چہ توان کرد قرآن میدہد دیگر پیام
بست وسہ آیات را بہر شہادت آورد
کان نبی اسم ہم از دست اجل نوشید جام
سنت اسہ گرشتہ را برفلک کردی پسند
مصطفیٰ را زچہ در یثرب کشیدندی خیام
نیم ملایان کہ گویند احمد اندر خاک خفت
ابن مریم یافتہ بر طارم ہاے مقام
مخالفت عیسویت را حمایت می کنند
بر محمد ابن مریم را فزایند احترام
ما رہ معتقد کہ زیر این عقیدہ مخفی ست
بہر امت بد قرامت از مادہ مرض جذام
حیف نادانان نسیدانند کز این اعتقاد
می شود بر دین چہ ادبار ا مجال احتجام
از وبال این عقیدہ علم این بے مایگان
می شمار و عقل را از انواع امراض وسقام
من متابع علم وعقل این غیرزان دیدہ ام
نیست در دوکان ایشان جنس غیر از کاسہ دام
گرچہ بعض از افترا دکان خود آراستند
لاکن این کالائی کاسد کس نخرید بود ام
بر خلاف شان بحال خادمان فضل خدا ست
ہر یکی را یافتم با خلق وعادات کرام
بعض را از رویت رویا ر صادق شب چو روز
بعض را از گلشن الہام بوئی در مشام
بعض را ہر شب جمال حضرت احمد نصیب
بعض را مان با ملائک جسم در جای سام
انقیاد و استقامت اخوت وایفاء عہد
ہم تلاوت با تضرع ہم تہجد بر دوام
شکر بر نعما وخالق صبر بر ایذاء خلق
رغبت از مال حلال ونفرت از حرص حرام
خادمان را اندرین وصاف حینی امتیاز
منکران را زین ہمہ حرمان وحسرت وسرگرام
خادمان را در دلائل بود قرآن شمع راہ
منکران را بر وسائل قول این وآن کلام
خادمان را بر احادیث صحیحہ التفات
منکران را سوی مجروحات ومجذوف اعتصام
خادم از مد فراست مومنانہ بہرہ ور
منکر از شور وشرارت حاسدانہ تلخ کام
خادمان در بصیرت پرتوی از نور القدس
منکران را در بصارت پردۂ پندار خام
خادمان را خاکساری شیوہ وشیدا ایشان
منکران را عزہ بر خواب وخیال خام
گزاری باد رم خوان کتاب این ہر دو فریق
کان بتر دیدات یکدیگر گرفتہ ارتسام
الغرض ہرگز امام الوقت فارغ میزید
بوکہ بر مہر دیشش خندد بگریہ صبح وشام
ای عزیز الدین بیاماں حوزان در مریز
در زمین شور تخم ست این ہمہ پند وپیام
در حضور حضرت مہدی مراد دل بگو
بر عزیز الدین دعا ر خیر وبرکت والسلام
یا الٰہی از طفیل مہدی آخر زمان
خادمانش را شود بر قول ایمان اختتام

معروضہ
مسکین
عزیز الدین ہیڈ ماسٹر مڈل سکول
سوجانپور ضلع کانگڑہ

علامات اوقاف

ہمعصر دلگداز نے ایک مراسلت شائع کی ہے کہ انگریزی خط میں جو مختلف علامتیں طرز ادا ظاہر کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہیں نہ پُرانی انگریزی میں تھیں نہ یونانی میں نہ لاطینی میں۔ اس کے ثبوت میں وہ انسائیکلو پیڈیا برٹانکا جلد ۹ صفحہ ۱۹۱ کی یہ عبارت پیش کرتے ہیں کہ " جو علامات یورپ کی تحریروں میں مستعمل ہیں انکی اصلیت نہ یونانی الفاظ سے ماخذ ہو سکتی ہے اور نہ رومی الفاظ کی اس کے بعد اُنھوں نے یہ بھی بوضاحت اور مستند طریقوں سے بتا دیا ہے کہ جو چند علامات یونانی اور رومی تحریروں میں استعمال کیے جاتے تھے وہ موجودہ خط یورپ کی علامات سے بالکل جدا تھے۔ اور اُن کا ان مروجہ علامات سے کوئی تعلق نہیں ثابت کیا جا سکتا۔

اور جب صاف ثابت ہو گیا کہ ان علامات کو یورپ کی قدیم زبانوں سے کسی قسم کا تعلق نہیں تو وہ دعوی کرتے ہیں کہ یہ علامتیں اُن علامتوں سے لی گئی ہیں جو ۷۱۱ء سے ۱۴۹۲ء تک مملکت ہسپانیہ میں عربی زبان کے طلبہ اور اہل علم میں مروج تھیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ قاہرہ ومصر کے عربی اہل میں بعض علامتیں مروج تھیں مگر وہ ان سے جدا تھیں اور وہ اس قسم کی تھیں۔ اب اس کے بعد مولوی نظام الدین حسن صاحب ان علامات اوراُن کے منشاء انتزاع کی تصریح فرماتے ہیں اور ہر ایک علامت کو جدا جدا یوں بیان کرتے ہیں۔

کاما

جو انگریزی خط میں اس وضع میں (,) لکھا جاتا ہے عربی کے نقطہ وقف سے نکلا ہے جس کے معنی ٹھیرنے کے ہیں اور جو "خو" و " کے معنے عربی میں اور ملنے کے ہیں لہذا وہ عربی میں اسی محل پر بھی استعمال کیا جاتا تھا جہاں انگریزی میں ( ) کاما استعمال کیے جاتے ہیں۔ انگریزی میں اس نشان کے معنے "اور" کے ہیں اور نہ کسی لفظ کا جز بتایا جا سکتا ہے اور نہ اسکی کوئی ضرورت ثابت ہوتی ہے کہ یہ حرف کیوں اُلٹ کے لکھا گیا۔ عربی میں ان علامات کے محل پر یہ کاما یعنی (و) ہمیشہ اُلٹا اور اسطرح ( ) لکھا جاتا تھا۔ اور یہ بھی مروج تھا کہ جب کسی اور کی یا اور جگہ کی عبارت نقل کی جائے تو اُس کے دونوں طرف دو دو اُلٹے واو (انورٹڈ کاما) لکھے جاتے اور یہی طریقہ یورپ کے اہل علم کے عمل درآمد میں ہے۔ اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ (و) خواہ وقف کے محل پر استعمال کیا جائے یا عبارت نقل کرنے کے محل پر دونوں موقعوں کے لیے عربی ہی سے لیا گیا ہے۔

سمی کولن

جو انگریزی میں یوں (;) لکھا جاتا ہے یہ بھی عربی کے الفاظ " نصف وقف " کا

عورتوں کا صفحہ

اُمُّ الخیر رابعہ بصریہ

مسلمانوں میں بہت کم لوگ ہوں گے جو حضرت رابعہ کے نام سے واقف نہ ہوں۔ اس نام کو مقبولیت عام اور لوگوں کی حسن عقیدت نے یہاں تک شہرت دی کہ آج مسلمان گھرانوں میں اکثر خاتونوں کا نام رابعہ رکھا جاتا ہے۔ عابدہ زاہدہ عورتوں کی تعریف میں "رابعہ زمان" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے مگر باوجود اس شہرت اور زندگی جاوید کے شاید شاذ و نادر ہی کوئی جانتا ہوگا کہ جناب رابعہ تھیں کون؟ کہاں تھیں؟ کب تھیں؟ اور ان کے کیا حالات ہیں؟

آپ کے والد کا نام اسمٰعیل تھا خاک بصرہ کو آپ کا وطن ہونے پر ناز و فخر ہے اور چونکہ عرب کے قبیلہ بنی عدی سے علاقہ رکھتی تھیں۔ جس میں حضرت عمر فاروق بھی تھے لہٰذا بصریہ کے ساتھ عدویہ کہلاتی تھیں۔ آپ کے خاندان نے گردش زمانہ سے ایسا افسوسناک انقلاب دیکھا کہ آزادی ہاتھ سے کھو کے غلامی میں مبتلا ہوا۔ اور اسی سبب سے آپ کی نسبت بصریہ و عدویہ ہونے کے ساتھ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ آپ آل عتیک کے گھرانے کی لونڈی تھیں۔ مگر یہ نہیں جا سکتا کہ آپ خود لونڈی رہی تھیں یا آپ کی ولادت سے پیشتر خاندان کو یہ ذلت نصیب ہوئی تھی۔

لیکن سچ کہا ہے۔

ہزار بار جو یوسف بکے غلام نہیں

آپ کا زہد و اتقا۔ آپ کا علم و فضل اور آپ کی خدا پرستی و پرہیزگاری اس قدر غالب آئی اور یہاں تک مشہور ہوئی کہ زمانہ اس دنیاوی ذلیل عیب کو بھول گیا۔ اور دل ذوق و شوق سے آپ کی تعظیم و تکریم کرتا ہے۔ جس گمنامی اور بے پرواہی کا پردہ تمام خاتونان قوم کے حالات پر پڑا ہوا ہے اُسی نقاب میں آپ کا روشن و نورانی چہرہ بھی ہمیں چھپا نظر آتا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ آپ کس سنہ میں پیدا ہوئیں کیونکر اور کس حالت میں ولادت ہوئی اور کس طرح آپ نے وہ بزرگی و فضیلت حاصل کی جس کی بدولت اسلام میں آج تک آپ کے نام کا ادب ہو رہا ہے ہمیں جو کچھ بتایا گیا ہے صرف اسقدر ہے کہ اپنے عہد کے ممتاز و نمایاں لوگوں میں تھیں۔ زہد و عبادت بے نفسی و نفس کشی کی کوئی حد نہ تھی۔ اہل تصوف کا سا ذوق وجد آپ کے دل میں تھا۔ لہٰذا اللہ جل شانہ سے دعا بھی کرتیں تو اُسی وضع اور اسی طریقے سے جو مومنوں اور فلسفۂ الٰہی کے رمز شناسوں کے ساتھ مخصوص تھا۔ مناجات میں درگاہ رب العزت میں اکثر یہ دعا فرمایا کرتی تھیں "الٰہی احرق بالنار قلباً یحبک" (خداوندا جس دل میں تیرا عشق ہے اُسے آگ میں جلا کر خاک کر دے) آخر ایک دن اُسی غیب کی آواز نے جس نے حضرت موسیٰ نے "انی انا اللہ" کہا تھا جناب رابعہ کی اس دعا کے جواب میں کہا "ہم ایسا نہیں کرتے اور ہم سے ایسا بُرا گمان نہ رکھو۔"

جناب رابعہ اور سفیان ثوری میں باہم ربط ضبط تھا۔ اور وہ کبھی کبھی اس نیک اور رضا کے عشق میں ڈوبی ہوئی خاتون کی صحبت میں شریک ہوا کرتے تھے سفیان ممدوح بھی اسلام کے دور اولیں کے ان گراں پایہ بزرگوں میں ہیں جن کی وساطت سے تمام دینی علوم حضرت رسالت سے ہم تک پہونچے ہیں۔ اور بڑے خدا مقبول روزگار لوگوں میں شمار کیے جاتے تھے ایک دن بیٹھے بیٹھے ان کی زبان سے نکل گیا کہ "واحزناہ" (افسوس غم نہیں چھوڑتا) یہ سنتے ہی جناب رابعہ بولیں سفیان جھوٹ نہ بولو یوں کہنا چاہئے تھا "واقلۃ حزناہ" (افسوس ہمیں کتنا تھوڑا غم ملا ہے) اگر غم ہوتا تو تمہیں دم مارنے کی بھی مجال نہ ہوتی یہ ایسا جواب تھا جس کے بعد یقیناً حضرت سفیان کو قائل اور ملزم ہو کے خموشی ہی اختیار کر لینی پڑی ہوگی۔

رابعہ بصریہ اکثر فرمایا کرتی تھیں کہ میرے جو اعمال نیک ظاہر ہو جاتے ہیں انھیں میں شمار ہی نہیں کرتی یعنی کالعدم خیال کرتی ہوں۔ اور واقعی ان پارسا بی بی کے حالات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ریاکاری سے بچنے کی وہ سب سے زیادہ کوشش کرتی ہیں جس اخلاقی مرض کو متقی و پرہیزگار لوگ بہت ہی کم بچ سکتے ہیں وہ خود ہی اُس برائی سے نہیں بچتی تھیں بلکہ اور لوگوں کو بھی اس سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتی تھیں۔ ہر شخص اور ہر کہ ومہ سے ان کی یہ عام نصیحت تھی کہ "جس طرح اپنی گناہوں اور عیبوں کو چھپایا کرتے ہو اسی طرح اپنی نیکیوں اور اپنے بھلے کاموں کو چھپایا کرو۔"

جناب رابعہ کی اتقا و پرہیزگاری کا سب سے بڑا نمونہ یہ ہے کہ آخر میں اُنھوں نے بات کرنی چھوڑ دی تھی۔ اور جب کبھی کسی سے شدید ضرورت کے وقت بات کرتیں بھی تو صرف قرآن کے فصیح و مبارک الفاظ میں۔ ایک مرتبہ حج سے واپس آتے وقت کسی رہگذر میں تنہا پڑی رہ گئیں تھیں۔ عبداللہ بن مبارک یا کوئی اور بزرگ ملے اُن سے اول سے آخر تک اس نیک خاتون نے صرف قرآن کی آیات ہی کے ذریعہ سے گفتگو کی۔ اور اس کمال کے ساتھ اپنا گھر بار اور تمام حالات و واقعات قرآن ہی پڑھ پڑھ کر ظاہر کر دیئے یہ قصہ اخلاق کی کتابوں میں تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔ اور کسی سنہ میں رسالہ دلگداز کے مضمون پر بھی شائع ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس کے مکرر بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسی قصہ میں جناب رابعہ نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ وہ اپنے ہر بات کو قرآن کے الفاظ میں اس لئے ظاہر فرماتی تھیں کہ انسان کی زبان سے جو لفظ نکلتا ہے اُسے کاتبان اعمال لکھ لیتے ہیں یہ

لہٰذا جب سوا قرآن کے کوئی کلمہ زبان
ہی سے نہ نکلے گا تو اُنھیں سوا نیکی کے
کوئی برائی لکھنے کو ملے ہی گی نہیں۔ یہ
ہے اتقا اور یہ ہے پرہیزگاری جسکو
ایک نیک نفس خاتون نے اس
اعلےٰ کمال پر دکھایا جو کمال کہ شاید مردوں
میں سے بھی کسیکو کم ہی نصیب ہوا ہوگا

عبدہ بنت شوال ایک نیک
خاتون اور خدا کی پاک بندی تھیں۔
انھیں جناب رابعہ سے بڑی محبت
تھی اور شب و روز انھیں کی خدمت
گزاری میں مصروف رہا کرتی تھیں۔
وہ اپنی پاک باطن و نیک سیرت
مخدومہ کے حالات میں فرماتی ہیں کہ
ساری رات اللہ جل شانہ کی عبادت
اور قیام و رکوع و سجود ہی میں صرف
کر دیا کرتی تھیں مگر چونکہ تمام شب
علی الاتصال عبادت کرنا سنت نبوی
اور حضرت رسالت کے طریقۂ عمل کے
خلاف تھا۔ لہٰذا سفیدۂ صبح کے
نمودار ہوتے ہی جانماز پر لیٹ جاتیں
مگر ہنوز غنودگی نیند کے درجہ تک
نہیں پہونچنے پاتی کہ پھر اٹھ بیٹھتیں
اور اپنی اتنی غفلت پر بھی نہایت
ہی خائف نظر آتیں۔ عبدہ فرماتی ہیں
روزانہ اس وقت انھیں اکثر یہی کہتے سنتی
کہ "اے نفس! کتنا سوئے گا؟
اور کب تک سوئے گا؟ قریب ہے
کہ تو اُس نیند میں سو جائے جس سے
سوا اُس روز کے جب آواز صور سُنکے
مُردے قبروں سے جی اُٹھیں گے کبھی
جاگنا نصیب ہی نہ ہوگا۔" الغرض
مرتے وقت تک انکا یہی معمول رہا۔

سچ یہ ہے کہ جن پاک نفس اور
صادق الیقین لوگوں کو پیغمبر کی ترغیب
و ترہیب کا کامل یقین ہو جاتا ہے
اُس عالم کے حالات گویا مشاہدہ کر لیتے
ہیں۔ اور جزا و سزا کی گویا تصویر نظر
کے سامنے کھنچ جاتی ہے انھیں اس دنیا
کی مسرت اور زندگی کے کسی لطف کا
کبھی مزہ نہیں آ سکتا۔ انھیں ہر عزت
طلبی۔ ہر تمکنت۔ اور ہر عیش سے دوچار
ہو جاتے ہی انجام کی حالت یاد آ جاتی
ہے۔ اور فوراً ان تمام دنیوی مسرتوں
کو چھوڑ کے نجات اُخروی کی فکر میں پڑ
جاتے ہیں۔ یہی حالت جناب رابعہ کی تھی
پھر کیونکر ممکن تھا کہ اُنھیں کسی دنیاوی
مسرت کی طرف متوجہ ہونیکا موقع ملتا۔

آخر ۱۳۵ھ میں اور بعض لوگوں
کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۵ھ
میں وصال کا وقت آ گیا۔ مرض موت
میں مبتلا ہوئیں۔ اور اگرچہ بیماری نے
بہت کچھ ستایا ہوگا مگر کسیکو بلا کے
پریشان کرنا نہ گوارا کیا۔ عبدہ جو مدتہائے
دراز سے خدمت کرتی رہی تھیں
انھیں کی طرف متوجہ ہو کے بستر مرگ
پر پڑے پڑے یہ وصیت کی کہ
"عبدہ میری موت سے کسیکو تکلیف
نہ دینا۔" یہ تھی سچی اور کامل شان
بے ریائی کہ مرتے وقت بھی نہیں
چاہتیں کہ جنازہ دھوم دھام سے
اُٹھے۔ اس کے بعد فرمایا۔ "او عبدہ
۔ یہی کُرتا جو میں پہنے ہوئے
ہوں بس یہی میرا کفن ہے۔ نہلا کے
اسی پہنانا اور لے جا کے دفن کر دینا"
یہ سیدھا سادھا اور موٹا جھوٹا کرتا بالوں
یعنی کمل کا بنا ہوا تھا۔ نہ یہ کربلا کا کفن
تھا اور نہ زمزم کے پانی میں دھویا گیا
تھا۔ مگر ہاں اسے یہ سب سے بڑی
فضیلت حاصل تھی کہ اسی کو پہن کے
عبادت شب بیداری اور یاد الٰہی کرتے
کرتے ایک مدت گزر گئی تھی۔ لہٰذا اُس
مرحومہ کے تقدس و زہد کا اس سے بہتر
کوئی گواہ نہ ہو سکتا تھا۔ غرض عبدہ نے
انھیں اُسی کُرتے میں دفن کیا۔ پھر
سال بھر کے بعد ایک دن خواب میں
دیکھا تو اس شان سے کہ نہایت
ہی پر تکلف سندس و استبرق کے
حلے پہنے ہوئے ہیں۔ پوچھا "ای
بی رابعہ وہ کملی کا کرتا کیا ہوا؟" جواب دیا
"اب خدا نے اُس کے عوض مجھے یہ
کپڑے پہنائے ہیں۔ اور یہ تو کوئی چیز
ہی نہیں۔ خدا کے دوستوں کے مراتب
و مدارج تم یہاں آ کے دیکھو تو معلوم ہو
کہ کیا ہیں۔ اور کیسے کیسے ہیں۔" عبدہ
نے پوچھا "اچھا بتائے عبیدہ بنت ابی
کلاب کس حال میں ہیں؟" یہ بھی اسی
عہد کی ایک نیک خاتون تھیں۔ رابعہ
نے کہا "وہ فضیلت اور رتبہ میں ہم سب
سے بڑھ گئیں۔" پوچھا "کیوں؟" کہا
"اس لئے کہ انھیں اس کی بالکل پروا نہ ہوتی
تھی کہ دنیا میں کیسی گزر رہی ہے۔ بس
اُن کی یہی بے نفسی خدا کو پسند آ گئی۔"

بقیہ مضمون

اس امام عظیم الشان نے ایک رنگ تو یہ
چڑھایا کہ موئے شرک کے دھوکے رنگ کو
ہمارے دلوں کو دھو دھا کر صاف کر دیا۔
مریم کے بیٹے کو جو مانے ہائے آسمان پر
خدا کی قسم اس خیال سے بھی دل کانپ جاتا
اور زلزلہ آ جاتا ہے خدا کی صفات
دیگر لوگوں نے چڑھا رکھا تھا توبہ توبہ کیسے
ان لوگوں کے دل سخت لوہے کے بن گئے
خدا فرماوے وہ مر گئے رسول فرماوے کہ
وہ مر کر زمین میں دفن ہو گئے قربان جاؤں
مائی عائشہ صدیقہ کے کیسی بھلی روایت کرتی ہیں
کہ حضرت عیسیٰ کی ۱۲۰ برس کی عمر ہوئی یہ منہ
بلائیں لینے کے قابل ہے صدیقہ تمہارے
دہن بھاگ ان کے باپ کو دیکھو کیسی صدی
جو قد خلت من قبلہ الرسل فرما کر تمام
لوگوں کے دلوں پر عیسیٰ کی موت کا اجماع
قائم کر دیا۔ یہ شرک کا ستون اس امت
میں پہلے انھیں باپ بیٹی نے اکھاڑا۔ اور
اس امام نے تو جڑ بنیاد ہی اس بڑے شرک کی
مٹا دی۔ میرا بھائی مولوی سعید الدین جب
مجھے تفسیر پڑھاتا تھا تو اُس نے حضرت
عیسیٰ کی زندگی کا سبق مجھے دیا میں نے کہا
اور کسی سارے نبیوں کو یہ عزت نصیب
نہ ہوئی یہ اس نبی میں کیا خصوصیت ہے
میں نے تو اُس روز سے تفسیر کا پڑھنا ترک
کر دیا اور میں نے نہ چاہا کہ اس شرک میں
مبتلا ہوں۔ یہ اثر حضرت امام کی پاک
بعثت کا تھا۔ دیکھو ہمارے بچے کیسی
خوش قسمت ہیں اور ہوں گے کہ وہ اس شرک
کے نام سے بھی نا واقف ہوں گے میں تو
اپنی بچی ساجدہ کا منہ چوم لیتی ہوں جب

پیسہ اخبار کی غلط فہمی

ہم نہایت افسوس کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ پیسہ اخبار نے ہمیشہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جب کبھی کچھ لکھا ہے تو ایسے انداز و طرز سے لکھا ہے جس سے ہمیشہ یک طرفہ رائے زنی کی بو آتی رہی ہے چنانچہ پیر گولڑوی کے معاملہ میں جو نوٹ پیسہ اخبار میں لکھے گئے تھے باوصفیکہ ان کی تردید ایڈیٹر پیسہ اخبار کے پاس واقعات اور براہین کی بنا پر بھیجدی گئی تھی لیکن ہم کو تاسف سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ انکو ایک آزاد اور انصاف پسند اخبار نویس کے فرض بےتعصبی کے خلاف شائع نہیں کیا گیا۔ ایسا ہی اور بعض مواقع پر جب کبھی اس نے کچھ لکھا ہے تو ایسی ٹون اور طرز میں کہ جس سے بیجا مخالفت کی بو آتی ہے۔

حال میں ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء کی اشاعت میں ایک مختصر نوٹ شائع کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے۔

جس طرح ستیارتھ پرکاش کو دیکھکر تعجب ہوتا ہے کہ دیانند سرستی صاحب ہرچند کہ اردو یا فارسی یا عربی کا ایک حرف نہیں جانتے تھے اور تمام عمر انکی سنسکرت کے پڑھنے میں صرف ہوگئی تھی انھوں نے کس طرح مذہب اسلام اور قرآن پر اعتراض کیے جبکہ قرآن کا کوئی ترجمہ بھی سنسکرت میں موجود نہیں اسی طرح تعجب ہوتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی جو سو طرح سے آجکل پیغمبر بننے کی کوشش کر رہے ہیں اور سنسکرت سے محض نابلد ہیں کس طرح ویدوں کی رو سے ہندو مذہب کو غلط ثابت کرتے ہیں۔"

ہم کو پیسہ اخبار کی ناواقفیت اور دانشمندی پر افسوس ہے کہ اس نے بلا سمجھے سوچے ایسا دعویٰ کیا ہے جس کا ثبوت اس کے پاس موجود نہیں ہے۔

تعجب ہے کہ ایک سمجھدار ایڈیٹر چند سطروں کی ترکیب میں بھی استخراج نتائج کے وقت بہت شرمناک غلطی کھاتا ہے دیانند سرستی کے اعتراضوں پر تو اس نے کہدیا کہ سنسکرت میں قرآن کا ترجمہ موجود نہیں ہے اور وہ اردو فارسی بھی نہ جانتے تھے لیکن پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کو دوسرے مقدمہ میں نتیجہ نکالتے ہوئے یہ کیوں بھول گیا کہ ویدوں کے اکثر حصے کے تراجم اردو زبان میں موجود ہیں اور آریہ سماج نے اپنے اصول جو انھوں نے ویدوں سے لئے ہیں اردو میں شائع کئے ہوئے ہیں اور خود دیانند نے جابجا وید کے اصولوں اور عقائد کو کھولکر سنا دیا اور بہت سے رسالے آریہ مت کے عقائد کے بارہ میں اردو میں طبع ہوچکے ہیں تو پھر یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ وہ **عظیم الشان انسان** جو دنیا کی اصلاح کے لئے مامور ہوا ہے اور جس کے پاس بہت سے ذرائع مختلف مذاہب کے اصولوں پر اطلاع اور واقفیت کے موجود ہیں اسکو ناواقف کہنا اپنی ناواقفیت کی دلیل ہے پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کے نزدیک اگر ویدوں کے اصول اور عقائد کی گٹھڑی کسی برہمن کی اندھیری کوٹھڑی میں بہت سی خاک کے نیچے دبی پڑی ہے تو یہ امر دیگر ہے یہ مخصوص اور پیٹنٹ واقفیت ایڈیٹر صاحب کو مبارک ہو اور حضرت اقدس مرزا صاحب تو بہت بڑے ذرائع واقفیت کے رکھتے ہیں ایک ادنیٰ درجہ کا آدمی بھی آج جس مذہب اور ملت کے عقائد اور اصولوں سے واقفیت پیدا کرنا چاہے کر سکتا ہے اگر پیسہ اخبار کی یہ دلیل کوئی منطقی دلیل ہے اور قاطع دلیل ہے کہ جو شخص سنسکرت نہ جانے وہ ویدوں کی رو سے ہندو مذہب کو غلط ثابت نہیں کر سکتا تو پھر ہم لائق اور منطق دان ایڈیٹر صاحب سے اتنا ضرور پوچھتے ہیں کہ ایڈیٹر صاحب جبکہ آپ سنسکرت نہیں جانتے تو پھر آپ کے پاس ویدوں کے خدا کا کلام نہ ماننے کی دلیل کیا ہے؟ کیا آپ مسلمان رہ کر اور قرآن کریم کو مان کر بھی ہندو مذہب کو سچا مانتے ہیں؟ اس کی ذرا تشریح کردیں گو آپ کی مجمل عبارت اس راز کو غور کن طبیعتوں پر کھولے دیتی ہے کہ آپ کے اس نوٹ کی اندرونی تہ میں کیا ہے مگر ہم ابھی اس پر زیادہ بحث نہیں کرتے آپ خود ہی اسکو صاف کریں اور بتائیں کہ کیا وجہ ہے کہ آپ ہندو مذہب کو سچا سمجھیں اور پھر کیا آپ فتویٰ دیں گے کہ وہ مسلمان جو قرآن کریم اور علوم عربیہ سے واقف نہ ہوں قرآن کو سچا نہ سمجھے کیونکہ تحریر تقریر کے لئے آپ کے نزدیک یہی معیار معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس زبان پر پوری حکومت حاصل ہو۔

آہ! ایڈیٹر صاحب کو محض حضرت اقدس کی مخالفت بے جا نے اتنا بھی تو سوچنے نہ دیا کہ اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ اور یہ رد کہاں تک پہونچتی ہے۔

پھر پیسہ اخبار کی اگلی سمجھ پر ہم کو اور بھی افسوس ہے کہ وہ ہندو مذہب کی تردید حضرت اقدس سے ویدوں کی بنا پر منسوب کرتے ہیں ہندو مذہب اور آریہ مذہب میں فرق ہے ایک آریہ ہندو کہلانے سے چڑتا اور آریہ کہلانے پر مرتا ہے۔

حضرت اقدس نے آریوں کے مسئلہ اصول روح مادہ کا انادی ہونا و ابدی نجات نہ ہونے کا اصول تناسخ کا مسئلہ وغیرہ کی تردید کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ ویدوں میں بت پرستی کی تعلیم ہے اور خود ہندو مت کے بڑے بڑے ودوان پنڈت جو سناتن دھرم کے رکن

کہلانے میں آریہ سماج سے اس معاملہ میں بحث کرتے رہتے ہیں اور مانتے ہیں کہ ویدوں میں مورتی پوجا ہے پھر تعجب کی بات ہے کہ پیسہ اخبار جو خود کہتا ہے اسکی معقولیت کو خود کیوں نہیں سمجھتا۔ امید ہے کہ ایڈیٹر صاحب اپنے اس نوٹ پر نظر ثانی کریں گے

من آنچہ شرط بلاغت با تو می گویم
تو از سخنم خواہ پند گیر و خواہ ملال

گذشتہ ہفتہ کی رپورٹ طاعون ہند سے یہ مرض خوفناک ترقی کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے یعنی ہفتہ مذکور میں ۹۷۸۷ اموات طاعون سے واقع ہوئیں ان میں سے ۲۵۵۴ جانیں بنگال اور ۷۵۵ کلکتہ میں تلف ہوئیں ۱۲۷۵ شہر بمبئی میں ۳۰۹۷ احاطہ بمبئی میں ۱۴۷۱ شمال مغرب میں اور ۱۷۹ موتیں ریاست میسور میں۔

ضلع جالندھر کا گاؤں راہا بھی وبا میں مبتلا ہوا بنگہ میں طاعون کے متعدد کیس واقع ہو چکے دین پور کلاں (ضلع سیالکوٹ) میں یہ مرض سرایت کر گیا ہے ترقی طاعون کی وجہ سے آئندہ زیادہ رقبہ پر نگرانی رکھی جاوے گی۔ گورداسپور کے ضلع میں بھی طاعون شکر گڑھ کی تحصیل میں بڑھتا جاتا ہے۔ تعجب ہے کہ ابھی بھی لوگ کہتے ہیں کہ حضرت اقدس کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اے حق کو جھٹلانے والو! تو نہ کرو خدا کے غضب کو بھڑکانے کے محرک نہ بنو۔ اپنے اندر پاکیزہ تبدیلی کرو۔ اور اسکی سنو جو اپنی نہیں بلکہ خدا سے سنکر سناتا ہے۔

وکٹوریہ میموریل ہال کے متعلق جو تقریر لارڈ کرزن نے حال میں کی ہے بہت مبسوط اور مفصل ہے اس یادگار میں بڑے بڑے عظیم الشان انسان جو کوئن وکٹوریہ کے عہد میں ہوئے ہیں ان کی تصویریں بھی نصب کی جاویں گی۔ ہماری یہ خواہش اور آرزو تو نہیں ہے کہ حضرت اقدس حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود و مہدی مسعود کی تصویر وہاں ضرور رکھی جائے کیونکہ اس انسان کی یادگار جو خدا نے قائم کر دی ہے وہ ابدالآباد تک رہیگی جب کہ یہ مصنوعی یادگاریں نسیاً منسیا ہو جاویں گی لیکن ہاں اتنا ہم ضرور کہنا چاہتے ہیں کہ اس میموریل ہال میں کوئن وکٹوریہ کے تحائف جو مختلف تقریبوں پر مختلف ممالک کے لوگوں کی طرف سے پیش کئے گئے تھے رکھے جاویں اور اس تقریب پر

ستارہ قیصرہ اور **تحفہ قیصریہ**

دو عظیم الشان اور قابل قدر تحفے بھی رکھے جاویں جو کسی معمولی انسان نہیں بلکہ عیسیٰ مسیح کے نام سے آنے والے گرامی قدر اور عظیم الشان انسان نے اسکی نذر کیے تھے۔

اعجاز المسیح

کے لئے دفتر اخبار الحکم میں درخواستیں نہ بھیجی جاویں بلکہ ایسی ساری درخواستیں مہتمم مطبع ضیاء الاسلام قادیان کے نام بھیجنی چاہئیں ورنہ ہم تعمیل سے قاصر رہیں گے۔

شمس بازغہ

جو پیر گولڑوی کی کتاب کا جواب ہے اور جس میں نہایت معقولیت کے ساتھ علمی طور پر پیر گولڑوی کی عظمت کی قلعی کھولکر تانبا نکالا گیا ہے اور حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کو ثابت کیا گیا ہے۔ عہ قیمت بلا محصول ڈاک۔ حکیم فضل الدین صاحب بھیروی کے نام بمقام قادیان درخواست کرنے سے ملے گی۔

بڑے بڑے آدمیوں کے حافظے

میکالی کا حافظہ اسقدر زبردست تھا کہ انکی نسبت لوگ کہتے ہیں کہ جس کتاب کو وہ ایکدفعہ دیکھ لیتے تھے انہیں حفظ ہو جایا کرتی تھی۔ سات برس کی عمر میں انکا حافظہ قوی تھا کہ انہیں دنیا کی تاریخ خوب از بر تھی جسکی تائید کر انہیں تواریخ موسوم بہ کمپنڈیم آف یونیورسل ہسٹری لکھی ہے۔ کے بعد انہوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں یونانی روم فرانس اٹلی ہسپانیہ ہالینڈ اور جرمنی کی زبانوں پر کامل مہارت پیدا کر لی۔ ان ممالک کے مستقل کی کتابیں سے مصنفوں کے مضمون حافظہ ہی سے نقل کر سکتے تھے۔ ہر زبان کی شعرا کی تصانیف سے استعارے تشبیہات اور ہجویہ اور دانشمندوں کے مقولے نکات بلا تامل ہی لیکر سر والٹر اسکاٹ کے [illegible] تاریخ قدیم جدید مذہبی و غیر مذہبی واقعات کا حوالہ اور مثالیں بلا تکلیف لکھ سکتے تھے

روم کا مشہور مورخ مسمی نیبر بھی عجیب و غریب حافظہ رکھتا تھا جو تحریر ایکدفعہ اسکی نظر سے گذر جاتی تھی اسکو کبھی نہیں بھولتا تھا۔ ۱۸۱۳ء میں جب یہ شخص ڈنمارک سے واپس گیا اور بورڈ آف ٹریڈ کی ٹیسٹ ڈیپارٹمنٹ میں مقرر ہوا تھا اس منصب میں اس نے اپنے حافظہ کا نمونہ یہ ثبوت دیا تھا بدقسمتی سے بورڈ کے حساب کی ایک کتاب کسی طرح گم ہو گئی اور تمام محکمہ کے ملازموں کے اوسان خطا ہو رہے تھے کیونکہ کتاب مذکور نیبر کی نظر سے گذر چکی تھی۔ جب اسکو یہ حال معلوم ہوا اس نے کہا کچھ مضائقہ نہیں جھٹ ایک کوری کتاب اٹھا کر سب لکھنا شروع کیا۔ جب اس کو ختم کر چکے پر دیکھا گیا تو گم شدہ کتاب کی ایک ایک رقم صفحہ وار ہو بہو صحیح تھی۔ ایکدفعہ اخبار ٹائمز سے ایک کالم کا اشتہار سرسری نظر سے دیکھکر اسکو ایسی صحت اور صفائی سے از بر دہرایا کہ حاضرین ششدر رہ گئے۔ یہ لنڈن کے جس کوچہ سے ایکدفعہ گذر جاتا تھا اسکو کوچہ کے تمام سوداگروں کے نام یاد ہو جاتے تھے۔

ایک شخص میگلی بیشی نام گرینڈ ڈیوک آف ٹسکنی کے کتب خانہ کا محافظ تھا اسکے دوست نے اپنی قلمی لکھی ہوئی کتاب اسکو دکھائی جسکو وہ چھپوانا چاہتا تھا۔ میگلی بیشی نے مطالعہ کرکے کتاب مذکور اس دوست کو واپس بھیجدی جو کچھ دنوں کے بعد گم ہو گئی اس پر اسکا دوست نہایت پریشان خاطر تھا۔ میگلی بیشی نے دوست کو اپنے پاس بٹھا کر کل کتاب بحرف بحرف نقل کرادی۔ [illegible] ہیلیم کے حافظہ کی تعریف کی جاتی تھی جسنے ہومر کی پوری تصنیف ۲۴ دن میں از بر کر لی حالانکہ اس سے پہلے اسنے کبھی اس تصنیف کو دیکھا تک نہ تھا

باجلاس بابو بخشندہ سنگھ صاحب منصف دوئم بٹالہ

بالو ولد لیسا کھی مل کھتری ساکن ہزاری مل منصف پور ولد وقابل قوام کھتری ساکن ذات بانیسا کھا بٹالہ ضلع گورداسپور مدعیان مظفر نگر و امراؤ سنگھ ذات بانیہ ساکن غیر وند پور جال مظفر نگر مدعا علیہم

اشتہار

مقدمہ مندرجہ بالا میں نقل پیش کردہ سے ظاہر ہے کہ مدعا علیہم عمداً سمن کی تعمیل سے گریز کرتے ہیں - لہذا بذریعہ اشتہار ہذا آگاہ کیا جاتا ہے کہ اگر ہزاری مل و متصدی مل و امراؤ سنگھ مدعا علیہم ۲۸ مارچ ۱۹۱۲ء کو حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی مقدمہ کی کریں تو بہتر ہے ورنہ انکی نسبت کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی

دستخط منصف دوئم بٹالہ

خبریں

آر - ای - آر گلینسی صاحب بی - رینی صاحب اسسٹنٹ کمشنر جھنگ کو جو ڈبلیو پی برٹن صاحب کی جگہ کرنال میں جائیں گے سبکدوش کرینگے اور ڈبلیو پی برٹن صاحب کپتان رالنسن صاحب کی جگہ جو رخصت بیماری پر جاتے ہیں بطور قائمقام ڈپٹی کمشنر کو ہاٹ کام کریں گے -

اے - اے - جوزف صاحب سی ڈبلیو - لاگرٹن صاحب کی جگہ فتح جنگ میں تعینات کئے جائیں گے اور سی - ڈبلیو لاگرٹن صاحب کپتان برلٹن صاحب کی جگہ بطور قائمقام ڈپٹی کمشنر روہتک میں کام کریں گے کپتان برلٹن صاحب میجر ایچ - ایس - ڈی ڈیویز صاحب کے آنے تک عارضی طور پر قائمقام ڈپٹی کمشنر شملہ رہینگے اور میجر ایچ - ایس - ڈی - ڈیویز صاحب کے آنے پر کپتان برلٹن صاحب فسٹ کلاس سب جج شملہ ہو جائیں گے -

اے - برجر صاحب - ایس - ٹی - پی - ٹی کلفرڈ صاحب کی جگہ ڈیرہ جات ڈویژنل جج مقرر ہوں گے اور آخرالذکر بی - سی - واکر صاحب کی جگہ دہلی جائیں گے -

ایل - فریچ صاحب کپتان صاحب بی سی - واٹر فیلڈ صاحب کی جگہ سب ڈویژنل افسر مردان مقرر ہوں گے کپتان واٹر فیلڈ صاحب سی - ای - الف بن بری صاحب کی جگہ جو خاص کام پر لگائے گئے ہیں قائم مقام ڈپٹی کمشنر پشاور ہوں گے -

مختصر نوٹ اور خبریں

زبان ترک من ترکی و من ترکی نمیدانم
چہ خوش بودی اگر بودی زبانش در دہانِ من

انگریزی میگزین (رسالہ) کی ضرورت پر ہمارے محترم دوست خواجہ کمال الدین صاحب بی - اے - پلیڈر کی دو چٹھیاں الحکم میں شائع ہو چکی ہیں - جن میں اس رسالہ کی ضرورت اور اہمیت کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اور اس سے بڑھکر اور کیا ضرورت ہو سکتی ہے کہ حضرت امام علیہ السلام نے اسکی ضرورت کا اشتہار دیا ہے - ہم اپنے ناظرین کو اس سے زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتے کہ سعیدا حضرت امام علیہ السلام کے ارادہ اور عزم تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پورے ہو کر ہی رہیں گے مگر مبارک ہوں گے وہ لوگ جو اما و تعالیٰ کی تکمیل میں حصہ لیں گے حضرت امام نے جس بات کا ارادہ کیا جو خدا محض اپنے فضل و کرم سے اسکو پورا کر رہا ہو - اس رسالہ کی ضرورت ایسی ضرورت نہیں ہے کہ قوم اسکو حضرت اقدس علیہ السلام کے اشتہار کے بعد نہ سمجھ سکے - پھر ہماری یا خواجہ صاحب کی یاددہانی بھی چنداں ضرورت نہیں ہونی چاہئیے لیکن جبکہ ایک عرصہ سے قوم کو متوجہ کیا جاتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ابتک اکثر حصوں کا انتظام نہیں ہو سکا - یہ تو ایک تجارت ہے ہم خرما و ہم ثواب - پھر بھی

شعر

گفتا بیں اجر نصرت ما و چند سال خفی ورنہ
فضائی آسمان ست ایں بہر حالت شود پیدا

تاہم ہم قوم کو ایک حد تک معذور سمجھتے ہیں کہ اب تک اس کے سامنے سرمایہ جمع کرنے کے طریق کو پیش نہیں کیا گیا سکے متعلق ہم ابھی کچھ کہنا قبل از وقت سمجھتے ہیں کیونکہ عید اضحٰی کی آمد قریب ہے جس پر یہ سارا فیصلہ ہو جانیکو ہے - بہر حال دس روپیہ کا ایک حصہ کوئی بڑی بات نہیں ہے - اور پھر یہ کہ سرمایہ جمع کرنے کے لئے ہر مناسب سہولت کا پیدا کرنا بھی ڈائرکٹروں کی مجلس کا اہم فرض ہوگا - اور وہ اسباب کو مدنظر رکھے گی - اگر دس فیصدی ہماری جماعت کے لوگ ہی حصہ دار ہوں تو تین ہزار حصہ دار ہو سکتے ہیں - مختصر یہ ہے کہ ہمارے احباب اس معاملہ میں جلد غور کریں اور بہت جلد خواجہ صاحب کو اطلاع دیں کہ وہ کسقدر حصہ خریدنا چاہتے ہیں -

---

محکمہ ڈاک خانہ نے پیسہ اخبار لاہور کے ایڈیٹر کی درخواست پر دفتر مذکور کے کام کی کثرت کی وجہ اور سہولت کے لئے پیسہ اخبار نام ایک جدید ڈاکخانہ جاری کیا ہے جس میں انارکلی بازار کا بھی بہت کچھ کام ہوگا - یہ امر پیسہ اخبار کی وسعت اشاعت کی تصدیق کے لئے کافی ہے -

---

رسالہ سراج الحق حصہ دوم حضرت اقدس کی تائید میں [illegible] ملتا ہے -

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھندجالا پڑبال غبار پھولا سبل سرخی ابتدای موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ میں فائدہ اٹھاویں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۸ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۸ خالص ہیرا فی ماشہ عہ معمولی سرمہ فی تولہ ۴ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔

المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی بہنا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر بار اعادہ کی جھلی کا زخم اصلاً سے پیپ کا گرنا جو اس سرمہ میں کوئی کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے

راقم ڈاکٹر ڈی ایم ۔ بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاں سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے زیر علاج ایک مریض مسماۃ ...... دیوی عمر ۵۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خود بخود دانے نکلے ہوئے تھے اور پردال پڑتے تھے اس کی آنکھیں سرخ اور دکھتی رہتی تھیں۔ ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاں سنگھ نے طیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی بہت جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائی بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج حال آنریری سرجن گورنر جنرل بہادر۔

(۴) میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جوکہ سردار میاں سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا ہے میری رائے میں قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماری سے بچنے کے لئے ممیرے کا سرمہ بہت مفید ہے۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید مہر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب تا بہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۹۰۰ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپا

ترقیاں کی ہیں اور باوجود ان ترقیوں کے ان کی معرفت خدا کی نسبت یا تو یہ ہے کہ وہ سرے سے ہی منکر اور دہریہ ہیں اور اگر اقرار بھی کیا ہے تو یہ کہ ایک ناتوان بے کس انسان کو جو ایک عورت مریم کے پیٹ سے پیدا ہوا خدا بنا لیا۔ اور ایک خدا کو چھوڑ کر تین خداؤں کے قائل ہوئے جنہیں سے ایک کو ملعون اور ہاویہ میں تین دن رہنے والا تجویز کیا۔ اب اے دانشمندو! سوچو! اور اے سلیم الفطرت والو! غور کرو کہ اگر یہی اُلٹا سیدھا گانا اور طبلہ اور ستار ہی کے ذریعہ خدا کی معرفت اور انسانی کمال حاصل ہو سکتا تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس فن میں ماہر اور موجد انگریزوں کو جو قسم قسم کے باجے اور گانے کے سامان نکالتے ہیں ایسی ٹھوکر لگی کہ یا خدا کے بالکل منکر یا تثلیث کے قائل ہوئے باوجودیکہ دنیوی امور میں ایجادات و اختراعات میں ان کی عقلیں ترقی پذیر سمجھی جاتی ہیں پھر اس پر اور بھی غور کرو اور سوچو کہ اگر یہی معرفت کا ذریعہ تھا۔ تو کنچنیاں ڈوم اور میں ناچنے والے اور تمام ناچنے گانے والے پھر اعلیٰ درجہ کے صاحب دل اور صاحب کمال ماننے پڑیں گے!!! افسوس ان لوگوں کو خبر ہی نہیں کہ خدا کی معرفت کیا شے ہے؟ اور انسانی کمال نام کس کا ہے؟ وہ شیطانی حصہ کی شناخت نہیں کر سکے انھوں نے صرف چند قطرے آنسوؤں کے بہا لینا اور دو تین چیخیں مار دینا ہی روح کی تسلی اور اطمینان کا موجب سمجھ رکھا ہے۔ بسا اوقات انسان **ناول** پڑھتا ہے جب اس میں کسی دردناک حصہ پر پہونچتا ہے باوجودیکہ جانتا ہے کہ یہ ایک فرضی کہانی اور جھوٹا قصہ ہے لیکن پھر بھی وہ ضبط نہیں کر سکتا اور بعض دفعہ چیخیں مار مار کر رو پڑتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ محض رونا اور چلانا بھی اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتا میں نے سنا ہے کہ ملوک چغتائیہ کے عہد سلطنت میں بعض لوگ ایسے ہوتے تھے جو شرط لگا کر یقیناً رُلا دیتے تھے اور ہنسا دیتے تھے اور اب تو صریح یہ بات موجود ہے کہ طرح طرح کے ناول موجود ہیں بعض ایسے ہیں کہ ان کو پڑھ کر بے اختیار ہنسی آتی ہے اور بعض ایسے ہیں کہ ان کو پڑھ کر دل بے اختیار ہو کر دردمند ہو جاتا ہے حالانکہ ان کو یقیناً بناوٹی قصے اور فرضی کہانیاں جانتے ہیں۔

اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ انسان دھوکا کھاتا ہے اور یہ اُس وقت ہوتا ہے جب انسان نفسانی اغراض اور روحانی مطالب میں تمیز نہیں کرتا + جس قدر لوگ دنیا میں ہیں انہیں سے ایک بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو علامات حقیقیہ سے بے نصیب ہیں ان کے مُنہ سے معارف اور حقائق نہیں نکلتے پھر رُلا دیتے ہیں اس کی یہ وجہ نہیں ہے کہ وہ حقائق اور معارف سے بہرہ ور ہیں جو عبودیت کے رنگ سے رنگین ہو کر الوہیت کے عظمت و جلال سے خائف اور ترساں ہو کر بولتے ہیں بلکہ اُنکی تہ میں وہی بات ہوتی ہے جو میں نے ابھی ناولوں اور کہانیوں کے متعلق بیان کی ہے وہ خود بھی نفس کی ہوا میں مبتلا ہوتے ہیں اور یوں رونا کچھ فائدہ نہیں رکھتا۔

ہاں

اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت اور اُسکی خشیت کا غلبہ دل پر ہو اور اس میں ایک رقت اور گداز پیدا ہو کر خدا کے لیئے ایک قطرہ بھی آنکھ سے نکلے تو وہ یقیناً دوزخ کو حرام کر دیتا ہے۔ پس انسان کو اس سے دھوکا نہ کھانا چاہئے کہ میں بہت روتا ہوں اس کا فائدہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ آنکھ دُکھنے آ جائے گی اور یوں امراض چشم میں مبتلا ہو جاوے گا۔

میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کے حضور اس کی خشیت سے متاثر ہو کر رونا دوزخ کو حرام کر دیتا ہے لیکن یہ گریہ و بکا نصیب نہیں ہوتا جب تک کہ خدا کو خدا اور اس کے رسول کو رسول اور اسکی سچی کتاب پر اطلاع نہ ہو نہ صرف اطلاع بلکہ **ایمان**

طبیب جیسے ایک مریض کو جلاب دیتا ہے اور اسکو ہلکے ہلکے دست آتے ہیں وہ مرض کو ضائع نہیں کرتے جب تک کہ جگری دست نہ آویں وہ اپنے ساتھ تمام مواد ردیہ اور فاسدہ کو لیکر نکلتے ہیں۔ اور ہر قسم کی عفونتیں اور زہریں جنھوں نے مریض کو اندر اندر ہی مضمحل اور مضطرب کر رکھا تھا اس کے ساتھ نکل جاتے ہیں اور اسکو شفا ہوتی ہے اسی طرح پر جگری گریہ و بکا آستانہ الوہیت پر ہر ایک قسم کی نفسانی گندگیوں اور مفسد مواد کو لیکر نکل جاتا ہے اور اسکو پاک و صاف بنا دیتا ہے۔ **اہل اللہ** کا ایک آنسو جو **توبۃ النصوح** کے وقت گرتا ہے ہوا و ہوس کے بندے اور ریاکاری اور ظلمتوں کے گرفتار کے ایک دریا بہا دینے سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ کیونکہ وہ خدا کیلئے ہے اور یہ خلق کے لئے یا اپنے نفس کے واسطے۔

اس بات کو کبھی اپنے دل سے محو نہ کرو کہ خدا تعالیٰ کے حضور اخلاص اور راستبازی کی قدر ہے تکلف اور بناوٹ اُس کے حضور کچھ کام نہیں دے سکتی۔

اب اگر یہ سوال ہو کہ پھر اس درجہ کے حصول کے لئے کیا کیا جائے اور قرآن کریم نے اس درجہ پر پہونچنے کا کیا ذریعہ بتایا ہے تو اس کا **جواب** یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کے لئے دو باتیں بطور اصول کے رکھی ہیں اول یہ کہ **دعا کرو** یہی بات ہے **خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا** انسان کمزور مخلوق ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم کے بدون کچھ بھی نہیں کر سکتا اس کا وجود اور اس کی پرورش اور بقا کے سامان سب کے سب اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہیں۔ احمق ہے وہ انسان جو اپنی عقل و دانش یا اپنے مال و دولت پر ناز کرتا ہے کیونکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کا **عطیہ** ہے وہ کہاں سے لایا۔ اور **دعا** کے لئے یہ ضروری بات ہے کہ انسان اپنے ضعف اور کمزوری کا پورا خیال اور

تصور کرے جوں جوں وہ اپنی کمزوری پر غور کرے گا اسی قدر اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کی مدد کا محتاج پائے گا۔ اور اس طرح پر دعا کے لئے اس کے اندر ایک جوش پیدا ہوگا جیسے انسان جب مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور دکھ یا تنگی محسوس کرتا ہے تو بڑے زور کے ساتھ پکارتا اور چلاتا ہے اور دوسرے سے مدد مانگتا ہے اسی طرح اگر وہ اپنی کمزوریوں اور لغزشوں پر غور کرے گا اور اپنے آپ کو ہر آن اللہ تعالیٰ کی مدد کا محتاج پائیگا تو اس کی روح پورے جوش اور درد سے بے قرار ہو کر آستانہ الوہیت پر گرتی اور چلاتی ہے اور یارب یارب کہکر پکارتی ہے۔ غور سے قرآن کریم کو دیکھو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ پہلی ہی سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے **دعا** کی تعلیم دی ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ

دعا تب ہی جامع ہو سکتی ہے کہ وہ تمام منافع اور مفاد کو اپنے اندر رکھتی ہو اور تمام نقصانوں اور مضرتوں سے بچاتی ہو۔ پس اس دعا میں تمام بہترین منافع جو ہو سکتے ہیں اور ممکن ہیں وہ اس دعا میں مطلوب ہیں اور بڑی سے بڑی نقصان رساں چیز جو انسان کو ہلاک کر دیتی ہے اُس سے بچنے کی دعا ہے میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ **منعم علیہ** چار قسم کے لوگ ہیں اول **نبی**۔ دوم **صدیق**۔ سوم **شہید** چہارم **صالحین**۔

پس اس دعا میں گویا ان چاروں گروہوں کے کمالات کی طلب ہے **نبیوں** کا عظیم الشان کمال یہ ہے کہ وہ خدا سے خبریں پاتے ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُولٍ الآیہ یعنی خدا تعالےٰ کے غیب کی باتیں کسی دوسرے پر ظاہر نہیں ہوتیں ہیں ہاں اپنے نبیوں میں سے جسکو وہ پسند کرے۔ جو لوگ نبوت کے کمالات سے حصہ لیتے ہیں اللہ تعالےٰ ان کو قبل از وقت آنیوالے واقعات کی اطلاع دیتا ہے۔ اور یہ بہت بڑا عظیم الشان نشان خدا کے مامور اور مرسلوں کا ہوتا ہے اس سے بڑھکر اور کوئی معجزہ نہیں۔ پیشگوئی بہت بڑا معجزہ ہے۔ تمام کتب سابقہ اور قرآن کریم سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہے کہ پیشگوئی سے بڑھکر کوئی نشان نہیں ہوتا ۔ نادان اور بد اندیش مخالفوں نے اس علم پر کبھی غور نہیں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر اعتراض کیا ہے مگر افسوس ہے ان آنکھ بند کرکے اعتراض کرنے والوں کو یہ معلوم نہ ہوا کہ جسقدر معجزات ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوئے ہیں دنیا میں کل نبیوں کے معجزات کو بھی اگر ان کے مقابلہ میں رکھیں تو میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات بڑھکر ثابت ہوں گے۔ قطع نظر اس بات کے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں سے قرآن شریف بھرا پڑا ہے اور قیامت تک اور اس کے بعد تک کی پیشگوئیاں اس میں موجود ہیں سب سے بڑھکر ثبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کا یہ ہے کہ **ہر زمانہ میں ان پیشگوئیوں کا زندہ ثبوت دینے والا موجود ہوتا ہے** چنانچہ اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے **مجھے بطور نشان کھڑا کیا اور پیشگوئیوں کا ایک عظیم الشان نشان مجھے دیا** تا میں ان لوگوں کو جو حقائق سے بے بہرہ اور معرفت الٰہی سے بے نصیب ہیں روز روشن کی طرح دکھا دوں کہ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کیسے مستقل اور دائمی ہیں۔

کیا بنی اسرائیل کے بقیہ یہود یا حضرت مسیح علیہ السلام کو خداوند خداوند پکارنے والے عیسائیوں میں کوئی ہے جو ان نشانات میں میرا مقابلہ کرے میں پکار کہتا ہوں کہ کوئی بھی نہیں ایک بھی نہیں

پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداری معجزہ نمائی کی **قوت** کا ثبوت ہے۔ کیونکہ یہ مسلم مسئلہ ہے کہ نبی متبوع کے معجزات ہی وہ معجزات کہلاتے ہیں جو اس کے کسی متبع کے ہاتھ پر سرزد ہوں۔ پس جو نشانات خوارق عادات مجھے دیئے گئے ہیں جو پیشگوئیوں کا عظیم الشان نشان مجھے عطا ہوا ہے یہ دراصل **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ معجزات ہیں** اور کسی دوسرے نبی کے متبع کو یہ آج فخر نہیں ہے کہ وہ اس طرح پر دعوت کرکے ظاہر کرے کہ وہ بھی اپنے اندر اپنے نبی متبوع کی قدسی قوت کی وجہ سے خوارق دکھا سکتا ہے یہ فخر صرف صرف **اسلام** کو ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ **زندہ رسول** ابد الآباد کے لئے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں جنکے نفوس طیبہ اور قوت قدسیہ کے

متعین ہے ہر زمانہ میں ایک **مرد خدا خدا نمائی** کا ثبوت دیتا رہتا ہے

غرض بات تو یہ تھی کہ اس دعا میں نبیوں کے کمالات سے حصہ لینے کی بھی دعا ہے کیونکہ منعم علیہ گروہ میں سب کا سردار انبیاء علیہم السلام کا گروہ ہے۔ اور اس کے کمالات میں سے سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ امور غیب کی باتیں جنکو پیشگوئیاں بھی کہتے ہیں ظاہر کی جاتی ہیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اس دعا میں درحقیقت پیشگوئیاں مانگنے کی دعا نہیں ہے بلکہ اس مرتبہ کے حصول کی دعا ہے جہاں پہونچکر پیشگوئی کرتا ہے۔ پیشگوئی کا مقام اللہ تعالی کے اعلی درجہ کے قرب کے بدون ممکن نہیں ہے کیونکہ یہ وہ مقام ہوتا ہے جہاں وہ **مَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ** کا مصداق ہوتا ہے۔ اور یہ درجہ تب ملتا ہے جب **دنیٰ فتدلیٰ** کے مقام پر پہونچے جب تک ظلی طور پر اپنی انسانیت کی چادر کو پھینک کر الوہیت کی چادر کے نیچے اپنے آپ کو نہ چھپائے یہ مقام اسے کب مل سکتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں بعض سلوک کی منزلوں سے ناواقف صوفیوں نے ٹھوکر کھائی ہے۔ اور اپنے آپ کو وہ خدا سمجھ بیٹھے ہیں۔ اور ان کی اس ٹھوکر سے ایک خطرناک غلطی پھیلی ہے جس نے بہتوں کو ہلاک کر دیا۔ اور وہ **وحدت وجود** کا مسئلہ ہے جسکی حقیقت سے یہ لوگ ناواقف محض ہوتے ہیں۔

میرا مطلب صرف اسی قدر ہے کہ میں صحیح بتاؤں کہ **مَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ** کے درجہ پر جب تک انسان نہ پہونچے اسوقت تک اسے پیشگوئی کی قوت نہیں مل سکتی۔ اور یہ درجہ اسوقت حاصل ہوتا ہے جب کہ انسان **قرب الہی** حاصل کرے۔ قرب الہی کے لئے یہ ضروری بات ہے کہ **تخلق باخلاق اللہ** پر عمل ہو۔ کیونکہ جب تک اللہ تعالی کی صفات کو ملحوظ خاطر رکھکر انکی عزت نہ کرے گا۔ انسان کا پرتو اپنی حالت اور اخلاق سے نہ دکھائے وہ خدا کے حضور کیونکر جا سکتا ہے۔ مثلاً خدا کی ایک صفت **قدوس** ہے پھر ایک ناپاک غلیظ ہر قسم کے فسق و فجور کی ناپاکی میں مبتلا انسان اللہ تعالے کے حضور کیونکر جا سکتا ہے۔ اور وہ خدا تعالے سے تعلق کیونکر پیدا کر سکتا ہے۔

باقی آیندہ

ہمارے مضامین اور باقی آیندہ

اکثر احباب بارہا کہتے ہیں کہ **باقی آیندہ** کی قید اٹھا دی جاوے اور ہر ایک مضمون ایک ہی اخبار میں پورا درج کر دیا جاوے مگر ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ کل ۱۶ صفحے ایڈیٹر کے ہاتھ میں ہیں اور بہت سے ضروری مضامین اس کے پیش نظر وہ تو چاہتا ہے کہ ایک اخبار میں جسقدر مضامین اور پھر مختلف مضامین درج ہوں نہ تھوڑے ہے لیکن

عمر عالم فراواں ست وفن یک غنچہ دل ارم
چساں در ششجہت ساعت کنم خاک بیاباں را۔

۱۶ صفحے سے زیادہ حجم ہم بڑھا نہیں سکتے کاغذات کے نرخ کا یکدم ۲۵ فیصدی بڑھ جانا اور اسی کے تیل کا قریباً دو چند گراں ہو جانا ہمکو اجازت نہیں دے سکتا اس لئے موجودہ صفحوں میں سردست یہ مشکل امر ہے کہ ہم اس قید کو اٹھا سکیں ہاں اللہ تعالے چاہے گا تو کسی دوسرے وقت اخبار کا حجم اگر بڑھ جاوے جس کی نسبت ہم سردست تحریک کرنا بھی پسند نہیں کرتے۔ تو ممکن ہے۔ بہرحال چونکہ بعض تقریریں حضرت اقدس کی بہت طویل ہیں اس لئے خواہ نخواہ باقی آیندہ لکھنا پڑتا ہے۔ امید ہے کہ ہماری معذوری کو قبولیت کی نظر سے دیکھا جائے گا۔

ثواب کا یہ موقع پھر سال بھر تک نہ آئے گا

عید ضحی پر مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد

عید ضحی میں اب صرف دو ہی ہفتے باقی رہ گئے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ سیالکوٹی جماعت کی تجویز کہ ہر عید کے موقع پر حضرت اقدس امام انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا ہر فرد عام طور پر **ایک روپیہ** اور امرا اس سے زیادہ علی قدر مراتب اور غربا اس سے کم جسقدر دے سکیں مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کی امداد کے لئے دیں چنانچہ عید الفطر پر اس تجویز نے بہت بڑا فائدہ پہونچایا ہم قبل از وقت اپنے ناظرین کو اس تجویز کی عملی تکمیل کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ یہ چندہ تو وہ بھیجیں ہی گے مگر مساکین کو اس موقع پر نہ بھولیں قربانی کی کھالیں ہر شہر میں **جماعت احمدیہ** کم از کم اپنی جماعت کی اکٹھی کر کے اور پھر فروخت کر کے اس کا روپیہ **مساکین فنڈ** میں حضرت مولوی نور الدین صاحب امین مجلس منتظمہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے نام تفصیل دیکر بھیجدیں

آخر میں ہم پھر ایک بار توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اس عید کی تقریب پر دار الامان کے مساکین کو نہ بھولیں قربانی کی کھالوں کا روپیہ مساکین کے لئے ضرور بھیجیں۔

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۹ جلد ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

غرض مومن کا فرض ہے کہ اس کا ہر کام یہاں تک کہ کھانا پینا پہننا سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہو۔ کسی قسم کا تصرف اپنے جان و مال میں بدون اجازت الٰہی نہ کرے جس کے ہاتھ یہ سب کچھ بیچ چکا ہے۔

جب جب کوئی آدمی ہمارے امام علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے تو مجھے سخت حیرت ہوتی اور بارہا میرا دل کانپ جاتا جب میں یہ فقرہ سنتا ہوں کہ **دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔** امام کے ہاتھ پر نہیں بلکہ خدا کے ہاتھ پر یہ عہد کیا جاتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔ اس کے صاف معنی یہی ہیں کہ ہر معاملہ میں زندگی کی رفتار اور ہر منزل میں مقصود بالذات دین ہوگا۔ اور دنیا کو دین کے ماتحت رکھوں گا اپنے دل۔ زبان۔ جان۔ مال۔ غرض کسی چیز پر میرا تصرف نہ ہوگا۔ بلکہ آپ کا ہوگا دیکھو **بیعت** کا مفہوم بھی ہے اس کے معنے ہی بیچ دینے کی ہی ہیں اس کو سوچ سمجھکر اختیار کرو۔ جب تم نے اقرار کر لیا کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا پھر یہ نہیں ہو سکتا کہ جب دین اور دنیا کا مقابلہ ہو اور تم کہدو کہ یہ نہیں ہو سکتا برادری کے رسم و رواج اور قومی عادات اسکی اجازت نہیں دیتے ایسا کرنا ایسا کہنا میں سچ کہتا ہوں، احکم الحاکمین خدا کے حضور بہت خطرناک ہے۔

اب اللہ تعالیٰ مومنوں کی تعریف فرماتا ہے ایک صفت ان کی ہوتی ہے **التائبون** ۔ انکی پہلی صفت ہے کہ جیسے طرف نفس انکو کشاں کشاں لئے جاتا تھا اور جدھر جھکے جاتے تھے اب اس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتے ہیں اپنی خواہشوں اور ارادوں کو خدا تعالیٰ کے حکم اور تصرف کے نیچے کر دیتے ہیں کوئی دکھ کوئی تکلیف اور مشکل اس کے قدم کو ڈگمگا نہ سکے بلکہ جیسا کہ شرط بیعت میں درج ہے رنج میں راحت میں عسر میں یسر میں قدم آگے ہی بڑھاتا جاوے۔ ادھر چلنا بعض اوقات نفسانی اغراض اور خواہشوں کی بنا پر بھی ہوتا ہے اس لئے دوسری صفت ان مومنوں کی یہ ہے **العابدون** یہ توبہ یہ رجوع اور انابت ذاتی اغراض اور مقاصد کے نیچے نہ ہو بلکہ منشا اور مقصد صرف یہ ہو کہ خدا کی فرمانبرداری کی راہ سے **عبودیت** کی اصل غرض کو پورا کریں بعض لوگ اپنے طرز و طریق پر نیکیاں تجویز کر لیتے ہیں مگر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نیکی نیکی نہیں ہو سکتی جب تک صرف صرف اللہ ہی کے لئے نہ ہو اور اللہ کے بتلائے ہوئے طرز پر جس کا نمونہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دکھایا ہوا نہ ہو۔

پھر ان کی ایک اور صفت یہ ہوتی ہے کہ **الحامدون** اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے والے ہر حال میں راضی برضا رہنے والے خدا تعالیٰ کے ساتھ انکی پوری صلح ہوتی ہے۔ کوئی مصیبت کوئی دکھ یا تکلیف انکو اپنے مولی کریم پر بدظن نہیں کر سکتی۔ اور ان کی ایک اور صفت یہ ہوتی ہے **السائحون** مطیع اور فرمانبردار یعنی اگر اعمال خالصۃً اللہ ہی کے واسطے ہیں ترک عمل بھی اللہ ہی کے واسطے ہو۔ **الراکعون** نفسانی خواہشوں کو چھوڑ کر اسی کے لئے جھکنے والے ہوں اور پھر جھکنے والے بھی اس حد تک کہ **الساجدون** کے مرتبہ تک پہونچ جاویں **سجدہ** میں زمین پر سر رکھ دینا ہے اب اس سے آگے کہاں جاوے عبودیت کی انتہا کا ملجاء ہے جس قدر سجدہ میں جھکتا ہے اور تذلل اور انکساری اختیار کرتا ہے اسی قدر روح بلند پروازگی کرتی ہے قالب کو دیکھو جہاں جہاں سو گرا ہوا ہے وہاں وہاں سے اسکو انچائی نصیب ہوتی ہے سجدہ سے بڑھکر اور کوئی جگہ نہیں گویا بتاتا ہے کہ تمام نفسانی خواہشوں سے الگ ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا پورا عبد ہو گیا۔ یہاں تک تو انسان کی اپنی ذاتی اصلاح اور درستی تھی۔ مگر وہ انسان انسان کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ دوسروں کو فائدہ نہ پہونچاوے **اسلام** نے ایمان کے دو بڑے حصے اور شعبے قرار دئے ہیں جن میں سے ایک **تعظیم لامر اللہ** اور دوسرا **شفقت علی خلق اللہ** اس لئے دوسری شاخ کی سرسبزی اور تازگی کے لئے فرمایا **الآمرون بالمعروف والناھون عن المنکر** یعنی اس کمال کے بعد وہ مکمل ہونے کا درجہ پاتے ہیں اور اس مقام تک پہنچتے ہیں جہاں وہ دوسروں کو تمام بھلی باتوں کا حکم دیتے ہیں یہ اللہ کا فضل ہے اور کامل ہونے کے بعد ملتا ہے ورنہ ایک کاہل ناپاک دوسرے کو پاک بنانے کی کیا تعلیم دے سکتا ہے۔ حکم کس بات کا **بالمعروف** وہ پسندیدہ باتیں جنکو جناب الٰہی نے پسند کر لیا ہے پھر اسپر بھی بس نہ کرو آگے بڑھو۔

انسان کو اپنی فطرت۔ عادات۔ رسم و رواج کے خلاف کرنا بڑا ہی ناگوار ہوتا ہے۔ بڑے بڑے فرمانبرداری کے مدعیوں کو جب ایک بال کے کٹوانے کے لئے کہا گیا تو بہت مشکل ہوا۔ اور انکو قسم قسم کے عذر کرنے پڑے

چند روز کا تذکرہ ہے کہ ایک شخص نے لڑکی کے نکاح کے متعلق مشورہ پوچھا اور کہا چونکہ حضرت اقدس سے تعلق ہے بہتر ہے یہاں ہی ہو۔ مگر میں نے کہا کہ اب پھر گھر کے بعد تو شرط کا لحاظ کیا جاوے گا پھر مگر گیا؟ باوجود رکنے کے کہدیا کہ جوان ہو میں نے کہا کہ

کہ میں میری لڑکی ہو اور مرزا صاحب اسکو سو برس کے بڈھے سے بیاہنا چاہیں تو ہرگز عذر نہ ہو۔

پس دوسرے کو کسی کام سے روکنا بڑا بھاری کام ہے مومن جب آپ کامل ہو تو اسکو لازم ہے کہ دوسرے کی تکمیل کا فکر کرے۔

اور یہ تب ہوتا ہے کہ اچھی باتوں کو بتایا اور بری باتوں سے روکا جاوے یہ دونوں امر یوں تو بہت مشکل ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق رفیق حال ہو تو بہت آسان ہو جاتے ہیں

مجھے خود اس امر کا تجربہ ہے اور میں تو ہر روز دیکھتا ہوں کہ جب جب جس جس قدر کوئی اللہ تعالیٰ کا متبع ہوتا جاتا ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ اسکے متبع بنا دیتا ہے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو ایک ممتاز انسان تھے اور اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت کا نمونہ تھے اس لئے آپ کو جو جماعت ملی وہ آپ کی اطاعت میں محو اور از خود رفتہ تھی اور ایک ممتاز مخلوق تھی۔

اس وقت ایک زندہ نمونہ اس کا موجود ہے امام کی اطاعت سے روکنے والے کس قدر موجود ہیں اور وہ کن کن حیلوں اور تدبیروں سے لوگوں کو روکنا چاہتے ہیں مگر امام کو یاتون من کل فج عمیق کی بشارت اس وقت سے مل چکی ہے جب اسکو کوئی جانتا بھی نہ تھا اور اب تم خود دیکھ رہے ہو کس طرح پر یہ الہام پورا ہو رہا ہے اور ہر حصہ ملک سے لوگ چلے آتے ہیں۔

خلاصۃ الکلام **والحافظون لحدود اللہ** اللہ تعالیٰ نے جو اوامر اور نواہی کی حد بندی کر دی ہے اسکی نگہداشت کرتے ہیں اسکو نہیں توڑتے۔ شیطانی وسوسوں اور حدود سے بچو اور خبردار ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہے **وبشر المؤمنین** ایسے مومنوں کو جو حدود اللہ کی حفاظت کرتے ہیں اور مندرجہ بالا صفات اپنے اندر پیدا کرتے ہیں خوشخبری دیدو۔

پس

یاد رکھو کہ حفظ حدود اللہ اس وقت ہو سکتا ہے جب حدود اللہ کا علم ہو اور یہ نہیں ہو سکتا جب تک **قرآن** پڑھا نہ جاوے اور قرآن کا فہم منحصر ہے تقویٰ اور مجاہدہ پر۔ خدا تعالیٰ ہمیں اور آپ کو توفیق دے کہ ہم ان حدود سے واقف ہو جاویں اور پھر انکی حفاظت کریں تجاوز نہ کریں۔ آمین

مدرسہ تعلیم الاسلام اور اسکے معاون

تعلیم الاسلام کی ضرورت اس زمانہ میں (جبکہ اسلام کے روشن اور منور چہرہ کو تاریک بنانے کے لئے مخالفوں نے عمداً اور موافقوں نے اپنی غلط فہمی اور نادان دوست کے لباس میں کوشش کی ہے) ایسی بدیہی ہے کہ اسپر کچھ کہنے کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ کون مسلمان ہے جو قرآن کریم کی عظمت و جلال اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی عزت کے اظہار کا خواہشمند نہ ہو۔ دارالامان میں جو مدرسہ اس غرض کے لئے جاری کیا گیا ہے اس کی ضرورتوں پر بہت دفعہ ہمارے ان کالموں میں بحث ہو چکی ہے اور قوم نے جس فراخدلی اور عالی ہمتی سے اس کار خیر میں حصہ لیا ہے اللہ تعالیٰ اسکو بہترین جزائے خیر دے آمین۔

حال میں ایک غیر مترقب امداد جو مدرسہ تعلیم الاسلام کو بلوچستان کے چند **عالی خیال وسیع الحوصلہ** معزز رؤسا نے کی ہے وہ عام مسلمانوں کے لئے باعث تقلید ہے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کو جنہوں نے قوم کی ضروریات کو محسوس کیا ہے اور اللہ اور اس کے برگزیدہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی عظمت اور جلال کے اظہار کے لئے **محض حسن ظنی** کی بنا پر مدد کی ہے جزائے خیر دے۔ ہم سخت فرو گذاشت کریں گے اگر **قاضی نظیر حسین احمد صاحب** سررشتہ دار کے شکر گذار نہ ہوں جنہوں نے بڑے جوش اور سرگرمی سے ان عالی جاہ رؤسا کو توجہ دلائی اور قوم کی ضرورتوں پر انھیں اطلاع دی ہماری قوم میں ایسے سرگرم اور عالی ہمت لوگوں کی بہت بڑی ضرورت ہے جیسے ہمارے عزیز و معزز بھائی قاضی صاحب ہیں۔

مدرسہ کی مینیجنگ کمیٹی خصوصیت کے ساتھ قاضی صاحب اور ان تمام عالی جاہ سرداروں کی شکر گذار ہے جنہوں نے مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد کے لئے اپنے مالوں سے دریغ نہیں فرمایا اور صدق دل سے دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا حامی ہو اور مددگار ہو آمین

اب ذیل میں ان عالی جاہ رؤسا کی رسید زر چندہ درج کی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

عالی جاہ سردار غوث بخش خانصاحب ریکسانی چیف آف سراوان — صمہ
عالی جاہ سردار عبد الرشید خانصاحب چیف آف شاہوانی — یـ٥
عالی جاہ سردار بختیار خانصاحب چیف آف رستم زئی — صہ
عالی جاہ سردار قیصر خانصاحب چیف آف نگسی — عـ٥
عالی جاہ سردار نور محمد خانصاحب چیف آف بنگلزئی — صہ
عالی جاہ سردار عظیم خانصاحب چیف آف محمد شاہی — عـ
عالی جاہ سردار یار محمد خانصاحب چیف آف کورد — عـ
عالی جاہ سردار دوست محمد خانصاحب چیف آف لہڑی — للعہ
عالی جاہ سردار محراب خانصاحب چیف آف ڈومبکی — صہ
عالی جاہ میر [illegible] خانصاحب وکیل ہز ہائی نس دی خان آف قلات — صہ

عالی جاہ سردار زہری خانصاحب چیف آف مشیانی — عہ
عالی جاہ میر عزت بخش خانصاحب نائب نفیرہ آباؤ سرحد — عہ
عالی جاہ وڈیرہ غلام علی خانصاحب چیف آف بلیدی — عہ
عالی جاہ وڈیرہ شیر محمد خانصاحب چیف آف عمرانی — عہ
عالی جاہ خان بہادر میر سمند خانصاحب لاہڑی — ع
وڈیرہ ولی محمد خانصاحب مینگل — سے
ملا محمد وفا خانصاحب رٹو — للعہ
شیخ سید پیر غلام حسین شاہ صاحب چشتی —
ڈپٹی انسپکٹر قلات سٹیٹ پولیس — عہ
قاضی نظیر حسین احمد صاحب سرشتہ دار — سے
میر غلام جانصاحب محمد شاہی — ع
میر علی محمد صاحب مینگل — عہ
منشی دولت خانصاحب محرر پولیس — ۸
شیخ محمد بخش صاحب پٹواری — عہ
منشی نیک محمد خانصاحب پولیس سارجنٹ دوم درجہ — ۴
منشی الہداد خانصاحب — ۸
میاں چنن دین خانصاحب کنسٹبل قلات سٹیٹ پولیس — ۴

بیستان کل
نا تمام ہیں

مدرسہ تعلیم الاسلام کی بہتری کے لئے نئی تجویز

ذیل میں ہم جناب قاضی نظیر حسین احمد صاحب کا ایک گرامی نامہ درج کرتے ہیں جو انھوں نے مدرسہ تعلیم الاسلام کی بہتری کے لئے ایک نئی تجویز کی صورت میں لکھا ہے مدرسہ کی مینیجنگ کمیٹی نے قاضی صاحب کو ان کی گراں قیمت خدمات کے لحاظ سے جو مدرسہ کی بہتری اور بہبودی کے لئے چندہ جمع کرنے میں کر رہے ہیں مدرسہ کی چٹھی کو کسی لمبی تمہید کے بغیر ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ مگر ہم اپنی تیس ہزار جماعت میں سے صرف اتنی درخواست کرتے ہیں کیا اے احمدی قوم تو مدرسہ تعلیم الاسلام کے چندہ کے واسطے ایک سو والنٹیر پیدا کر دکھائے گی جو قاضی صاحب کی تجویز کے موافق اپنی زندگی ایک سال کے لئے وقف کریں؟

مدرسہ کے اخراجات کا مستقل انتظام ہو جاوے تو پھر دوسری صیغہ کی طرف توجہ ہو۔ اب ہم ذیل میں وہ گرامی نامہ شکر گذاری کے ساتھ درج کرتے ہیں اور قوم کی طرف کان رکھتے ہیں کہ ایسے والنٹیروں کو اپنی زندگیاں پیش کرتے ہوئے سنیں ۱۲ سے قادر توانا خدا تعالیٰ فضل سے ہماری جماعت میں زندگی کی روح بخش اور ان کے دلوں کو کھولدے آمین

قاضی صاحب کا خط

مخدومی السلام علیکم

کل دن آپ کے عنایت نامہ کا جواب لکھ چکا ہوں۔ ارادہ تھا کہ آپ کی طرف سے اس کے جواب پانے کا انتظار کروں مگر آج ۲۳ فروری سنہ ۱۹۱۱ء کا الحکم ملا جس میں مولوی عبد الکریم صاحب کی طرف سے مدرسۃ الاسلام کے متعلق ایک چٹھی درج تھی۔ اپنی جماعت کے حالت کے متعلق اس کے دیکھنے سے جو مایوسی بخش اثر میرے دل و دماغ پر ہوا ہے اس کے اظہار سے قاصر ہوں اور حیران ہوں کہ ہماری جماعت سے مدرسۃ الاسلام کے متعلق استقدر بے توجہی کیوں ظہور میں آ رہی ہے پچھلے مہینہ کا ذکر ہے کہ مجھے ایک اخبار لاکھس میں کسی حق کے ایک مخالف کی آواز تھی کہ مدرسۃ الاسلام قادیان کی امداد کی نسبت کیوں الحکم میں متعدد شکایات درج ہوتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ فی الحقیقت ہماری جماعت کے ہر ایک غیرت مند دل کو اس سے عبرت پکڑنی چاہئے تھی مگر افسوس آتا ہے یہ معلوم کر کے کہ باوجود مدرسۃ الاسلام کی نسبت اپنی کوتاہی اور تساہل سے واقف اور مطلع ہونے کے کسی رگ حمیت جوش میں نہیں آئی۔ گو کہ یہ ایک مسلمہ ہے کہ دنیا پرستوں کے نزدیک زر دادن سے جان دادن آسان تر ہے مگر اسلام کے مدرسہ کی تائید اور امداد میں مسیح موعود کی جماعت کی نسبت ایسا گمان کرنا بھی میں داخل گناہ سمجھتا ہوں۔ مجھکو یقین ہے اور کامل یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ جماعت مدرسہ کی امداد کے لئے اُٹھے گی اور جلد اُٹھے گی آپ مایوس نہ ہوں اب میں اس کے متعلق یہ تجاویز پیش کرتا ہوں۔ اولاً یہ کہ ہماری جماعت کے تمام با ثروت و متوسط الحال بزرگ عہد کریں کہ کم از کم ایک سال تک اپنی ماہوار آمدنی سے ایک پیسہ فی روپیہ نکالکر مدرسہ کی ماہوار امداد کے لئے بھیجتے رہیں۔ ثانیاً یہ کہ کم سے کم ایک سو نوجوان قومی والنٹیر پیدا ہو جائیں جو بطور گداگری اپنے احباب وغیرہ سے جو کچھ ہو سکے مدرسہ کی امداد کے لئے چندہ کر کے ایک سال ماہوار بھیجتے رہنے کا عہد واثق کر لیں۔ میں نہایت ہتھوڑے سے تھوڑا اندازہ لگا کر کہتا ہوں کہ اگر بالا وسط فی والنٹیر ایک روپیہ ماہوار آمدنی کا تخمینہ بھی ہو تاہم ایکسو روپیہ ماہوار کی مستقل آمدنی کی امید ہو سکتی ہے انشاء اللہ تعالےٰ میں خدا پر توکل کر کے آج سے ایک سال کے لئے بطور والنٹیر اپنی خدمات مدرسۃ الاسلام کی پیش کرتا ہوں۔ قبول کی جائیں اور دعا فرمائیں جو اس میں کامیابی اور برکت ہو آمین۔ ۳ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

از مقام ڈھاڈر

آپ کا خادم قاضی نظیر حسین احمد

ڈائری

حضرت امام علیہ السلام

۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۱ء

کسی نے سوال کیا کہ جو لوگ آپ کے مرید نہیں ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے آپ نے اپنے مریدوں کو کیوں منع فرمایا ہے۔ حضرت نے فرمایا

(جن لوگوں نے جلد بازی کے ساتھ بدظنی کرکے اس سلسلہ کو جو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے رد کر دیا ہے اور اس قدر نشانوں کو پروا نہیں کی اور اسلام پر جو مصائب ہیں اس سے لاپرواہ پڑے ہیں ان لوگوں نے تقویٰ سے کام نہیں لیا اور اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے کہ انما یتقبل اللہ من المتقین خدا صرف متقی لوگوں کی نماز قبول کرتا ہے اس واسطے کہا گیا ہے کہ ایسے آدمی کے پیچھے نماز نہ پڑھو جس کی نماز خود قبولیت کے درجہ تک پہنچنے والی نہیں۔ قدیم سے بزرگان دین کا یہی مذہب ہے کہ جو شخص حق کی مخالفت کرتا ہے رفتہ رفتہ اس کا سلب ایمان ہو جاتا ہے۔ جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانے وہ کافر ہے مگر جو مہدی اور مسیح کو نہ مانے اس کا بھی سلب ایمان ہو جائے گا انجام ایک ہی ہے پہلے تخالف ہوتا ہے۔ پھر اجنبیت پھر عداوت پھر غلو اور آخرکار سلب ہو جاتا ہے)

سوال ہوا کہ ابتدا میں بھی مسلمانوں کے درمیان آپس میں عداوت اور دشمنیاں ہوتی رہی ہیں اور اختلاف رائے بھی ہوتا رہا ہے مگر باوجود اس کے ہم کسیکو کافر نہیں کہہ سکتے۔ حضرت اقدس نے فرمایا یہ تو شیعوں کا مذہب ہے کہ صحابہ کے درمیان ایسی ایسی سخت دشمنی تھی یہ غلط ہے اللہ تعالیٰ آپ اس کی تردید میں فرماتا ہے کہ نزعنا ما فی صدورہم من غل۔ برادریوں کے درمیان آپس میں دشمنیاں ہوا کرتی ہیں۔ مگر شادی مرگ کے وقت وہ سب ایک ہو جاتے ہیں اخیار میں خونی دشمنی کبھی نہیں ہوتی)

سوال ہوا کہ جو لوگ آپکو کافر نہیں کہتے مگر آپ کے مرید بھی نہیں ہیں ان کا کیا حال۔ حضرت صاحب نے فرمایا

(وہ لوگ راہ و رسم اور تعلقات کس کے ساتھ رکھتے ہیں۔ آخر ایک گروہ میں ان کو ملنا پڑیگا جس کے ساتھ کوئی اپنا تعلق رکھتا ہے اسی میں سے وہ ہوتا ہے)

سوال ہوا کہ جو لوگ آپ کو نہیں مانتے وہ اللعنت علیہم کے نیچے ہیں یا کہ نہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا کہ (اللعنت علیہم میں تو میں اپنی جماعت کو بھی شامل نہیں کر سکتا جب تک کہ خدا کسیکو نہ کرے جو کلمہ گو ہے دل سے قرآن پر عمل کرنے کے لئے طیار ہو بشرطیکہ سمجھایا جاوے وہ اپنا اجر پائے گا۔ جس قدر کوئی مانے گا اسی قدر ثواب پائے گا۔ جتنا انکار کرے گا اتنی ہی تکلیف اٹھائے گا۔ میں فقط کہتا ہوں کہ مجھے لوگوں کے ساتھ کوئی عداوت نہیں جو ہمیں کافر نہیں کہتے ان کے دلوں کا خدا مالک ہے۔ مگر حضرت مسیح کو خالق اور حی ماننا بھی تو ایک شرک ہے۔ اگر وہ کہیں کہ خدا کے اذن سے کرتا تھا تو ہم کہتے ہیں کہ وہ اذن نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کیوں نہ دیا گیا۔ جو خدا کے ولی کے ساتھ دشمنی کرتا ہے خدا اس کے ساتھ جنگ کرتا ہے جس کے ساتھ خدا جنگ کرے اس کا ایمان کہاں رہا)

۲۶ فروری سنہ ۱۹۰۱ء

فرمایا (اھدنا الصراط المستقیم کی دعا سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ظلی سلسلہ پیغمبروں کا اس امت میں قائم کرنا چاہتا ہے۔ مگر جیسا کہ قرآن کریم میں سارے انبیا کا ذکر نہیں اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کا ذکر کثرت سے ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس امت میں بھی مثیل موسیٰ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور مثیل عیسیٰ یعنی امام مہدی سب سے عظیم الشان اور خاص ذکر کے قابل ہیں۔)

۲۸ فروری سنہ ۱۹۰۱ء

فرمایا (اجتہادی غلطی سب نبیوں سے ہوا کرتی ہے اور اس میں سب ہمارے شریک ہیں۔ اور یہ ضرور ہے کہ ایسا ہوتا تاکہ بشر خدا نہ ہو جاوے۔ دیکھو حضرت عیسیٰ کے متعلق بھی یہ اعتراض بڑے زور شور سے یہود نے کیا ہے کہ اس نے کہا تھا کہ میں بادشاہت لیکر آیا ہوں اور وہ بات غلط نکلی۔ ممکن ہے کہ حضرت مسیح کو یہ خیال آیا ہو کہ ہم بادشاہ بن جائیں گے چنانچہ تلواریں بھی خرید رکھی ہوئیں تھیں مگر یہ انکی ایک اجتہادی غلطی تھی بعد اس کے خدا نے مطلع کر دیا اور انھوں نے اقرار کیا کہ میری بادشاہت روحانی ہے سادگی انسان کا فخر ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰ نے جو کہا سو سادگی سے کہا اس سے انکی خفت اور بیعزتی نہیں ہوتی۔ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے یہ سمجھا تھا کہ ہجرت یمامہ کی طرف ہوگی مگر ہجرت مدینہ طیبہ کی طرف ہوئی۔ اور انگوروں کے متعلق آپ نے یہ سمجھا تھا کہ ابوجہل کے واسطے ہیں بعد میں معلوم ہوا کہ عکرمہ کے واسطے ہیں۔ انبیاء کے علم میں بھی تدریجاً ترقی ہوتی ہے اس واسطے قرآن شریف میں آیا ہے قل رب زدنی علما یہ آپ کا کمال اور قلب کی طہارت تھی جو آپ اپنی غلطی کا اقرار کرتے تھے۔ اس میں انبیا کی خفت کچھ نہیں ایک حکیم ہزاروں بیماروں کا علاج کرتا ہے اگر ایک ان میں سے مرجائے تو کیا حرج ہے اس سے اسکی حکمت میں کچھ داغ نہیں آ جاتا ہے۔ کبھی حافظ قرآن کو پیچھے سے لقمہ دیا جاتا ہے تو اس سے یہ نہیں

کہا جاتا کہ اب وہ حافظ نہیں رہا۔ جو باتیں متواترات اور کثرت سے ہوتی ہیں اُن پر حکم لگایا جاتا ہے۔)

فرمایا (اخلاص والے کو خدا ضائع نہیں کرتا۔ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس جنگل میں پیدا ہوئے تھے پھر خدا نے کیا کیا سامان بنا دیئے ایک آدمی کا قابو کرنا مشکل ہوتا ہے کتنے آدمی آپ کے ساتھ ہو گئے تھے۔ ہمارے متعلق اللہ تعالیٰ کی وحی ہے۔ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے آخر مرید ہی ہونگے تو ایسا کریں گے۔ اس زمانہ میں دیکھو لوگ کیسی بیعزتی کرتے ہیں۔ مگر اس زمانہ میں جو ثواب ہے وہ پھر نہ ہوگا۔

یکم مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

فرمایا (نماز دعا اور اخلاص کے ساتھ تعلق رکھتی ہے مومن کے ساتھ کینہ جمع نہیں ہوتا۔ متقی کے سوا دوسرے کے پیچھے نماز کو خراب نہیں کرنا چاہیئے

۴ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

(ختم ایمان یا ختم کمال نہیں ہو جاتا۔ خدا کی جناب میں بخل نہیں۔ جو رنگ ایک پر چڑھتا ہے وہ دوسرے پر چڑھ سکتا ہے۔ اگر نبی کی بات دوسرے میں نہ آسکے تو اس کا وجود بیفائدہ ہو ایک صوفی ابن حزم نے لکھا ہے کہ میں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ کیا یہانتک کہ میں خود رسول اللہ ہو گیا۔

خاکسار

محمد صادق

خبر

ایچ ڈبلیو کنگ صاحب ڈپٹی کمشنر فرلو رخصت سے واپس آئے پر کانگڑہ میں تعینات کئے جائیں گے اور کپتان - بی - او - رو صاحب کلو کو واپس جائیں گے۔

پاک شاعری

مدح امام علیہ السلام

ای امام قادیانی بر تو صلوٰۃ و سلام
مہ ستان ناتوانی گردش فرما از علام
نیک میدانی کہ شور سرکشان ہر سو بپاست
از چہ حکمت دیر ماندہ ذوالفقارت در نیام
نے مسیح در رسیدبر آمدہ تریاق القلوب
بہر تسکین بے جواب امہات المومنین را شد نظام
دیدہ ما در انتظار منن الرحمن شد سپید
بہر تسکین شوق دل بگسست از دست شکیبائی زمام
تشنگی از حد گذشت ای ابر رحمت زود بار
بے تو شادابی ندارد کشت زار خشک کام
ناخدائی کشتی دینی خدا را ہمتے
امت مرحومہ را برہان ز طوفان ظلام
قرنہا در حضرت حق از فلک معلوم شد
کسف و خسف مہر و ماہ داد از صدق تو پیام
سید الکونین بہر عظمت ارشاد کرد
ہر کہ دریابد ترا با ید زما گوید سلام
چون رسول حق الصلوٰۃ و سلامت یاد کرد
پس کہ بغیر ستیم ہر دم بر تو صلوٰۃ و سلام
حق بنام عیسیٰ و مہدی ترا موسوم کرد
بر دل حساد زد تیر ہوائی زین دو نام
ہا طرف ہمیغز ملایان بخود فغا ساختند
بر عسل کردند زنبوران پر نیش ازدحام
گر بسا بق پیشگوئیہا نبودند بے نظر
کور بختی بر سر ایشان نیا شیدے قتام
پیشگوئیہا کہ در تورات و انجیل و زبور
از ظہور احمد و عیسیٰ کند دل شاد کام
چیست باعث کہ تا آن صد ہزار اہل کتاب
روز و شب خوانند و نگزارند انکار و عیام
وا حجی کانت علم پیشگوئیہا ہمانست
سایہ ہش را ہر سرے لائق نباشد چون ہما
لفظ را معنی حقیقی ہم مجازی بودہ اند
ہم کنایہ و استعارات آمدہ زیب کلام
حکمت حق پیشگوئی را با جزائے لطیف
میدہد ترکیب بہر امتیاز خاص و عام
عامہ را جز ظاہر الفاظ نبود ہر شے
لاجرم ہم اہل معنی منفعت ماند مدام

درچنین پیکار ما مردان حق از دست خلق
بیکنہ گردیدہ قتل و قید و مجروح و ملام
داستان حضرت عیسیٰ یکے زینجملہ ہست
آنکہ ملایان کشیدندش ہدار انتقام
جرم لفظ پیشگوئی کرا چرا تاویل کرد
یعنی یحیٰی آمدہ ادریس را قائم مقام
ظاہرا ادریس دیگر بود و یحیٰی دیگر ست
بر ہمیں شد کشتنی در شرع ملایان شام
ہمچنیں از جہل کینہ ابن مریم دوستان
حشر برپا کردہ اند از کینہ غولان لیئام
لیک شکر حق کہ این دور جفا و جور نیست
ورنہ ظالم نیند از شمر بر قتل امام
بارہا در مکہ رفتن را اشارت کردہ اند
بوحنا یاران کنند محبت بنام باب و مام
دیدۂ سر لشکر ایشان یکے خنجر خزیر
شہر قتل نام دادہ مجدد دارئی حفاظت دعلام
یا الٰہی از فریب مردم دنیا پرست
در امان دار از طفیل حضرت خیر الانام
پر کہ ستر ابن مریم نیز مہدی بشنوی
تا نمانی از حظوظ بخت بے نیل مرام
ای برادر خود دنگر در امت خیر الامم
بر سر ہر صد مجدد و میغر سند حق مدام
مصلحے مینخواست این صدہا ہزاران آرزو
لاجرم دادند مارا مصلح عالی مقام
مسکنش ما سرزمین قادیان آمد پسند
بے سر و سامان وہے شد رشک قریات عظام
چشمہ آب حیات آمد ز ظلمت آشکار
خضر بختان از نصیب جاودانی شاد کام
کوثر معرفت زد جوش و ساقی سیر دل
طالبان حق ز فیض سرمدی است لمام
اہل دین از چار سوے عالم اندر جستجو
ہر کجا شمسے۔ شود ہر دانگان را ازدحام
در خبر مہدی و ابن مریم این را گفتہ اند
کز پے اتمام حجت آمدہ سوئے انام
بر قد و رش از قلوب خلق رفت افسردگی
ہر کسی را بر تلاش دین حق شد اہتمام
آریا سیک و برہمو نیچری و پادری
ہر کسی برداشت بر انکار او راست گام
این مجددانہ زبے الحاد در امدادِ دین
از امام الوقت و سلطان القلم شد شہرہ عام
بر قلوب مختلف زد سکۂ صدق و صواب
کشور دلہا گرفت از خامۂ مشکیں ختام

+ حفاظت خود اختیاری